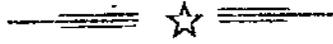


# بلوچستان صوبائی اسمبلی



## مباحثات

(چار شنبہ ۲۸ جون ۱۹۷۲ء)

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	نمبر شمار
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۱
۲	نشانزدہ سوالات اور انکے جوابات۔	۲
۳۵	غیر نشانزدہ سوالات اور انکے جوابات۔	۳
۴۰	تحریک التواء (کوئٹہ میں سیلاب زدگان کی بروقت امداد نہ ہونے پر مظاہرہ)	۴
۴۳	میزانیہ ۷۳-۱۹۷۲ء۔۔۔۔۔ مطالبات زر۔	۵

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

پہلی بلوچستان اسمبلی کا دوسرا اجلاس

چار شنبہ ۲۸ جون ۱۹۷۲ء

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز کونسل سابقہ بلوچستان ہال بیضی پورہ

## سر دار محمد خان باروزئی

اسپیکر صوبائی اسمبلی، صبح آٹھ بجے منعقد ہوا

تلاوت کلام پاک و ترجمہ۔ از مولوی شمس الدین صاحب ڈپٹی اسپیکر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذْ یَقُوْلُ الْمُتَّقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّهُمْ وَاَعْرَدَ فِیْهِمْ وَاَعْرَدَ مِنْ  
وَعَلَّ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ وَ لَوْ تَرَىٰ اِذْ یَتَوَفّٰی الدّٰیْنَ كَفَرُوْا الْعٰلَمِیْنَ  
یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهُهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ وَ ذُقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ لِنَفْسِیْكُمْ  
وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلٰمٍ اِلٰیْعَبِیْدٍ ۝ كَذٰلِكَ اَبٰ اِلٍ فِرْعَوْنَ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَ كَفَرُوْا  
بَاٰتِ اللّٰهِ وَ اَلٰخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۝ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیُّ شَدِیْقٌ الْعِقَابِ ۝

پارا ۱۰

ترجمہ جس وقت کہتے تھے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے فریب دیا ہے  
ان کو ان کے دین نے اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر تحقیق سے اللہ غالب ہے حکمت والا اور کاش کو دیکھے

تو جس وقت کہ قبض کرتے ہیں۔ مددیں اُن لوگوں کی کہ کافر ہوئے فرشتے مانتے ہیں مگر ان کے اور  
 بیٹھیں ان کی اور کہتے ہیں چھو تم عذاب جہنم کا سبب اس چیز کے ہے کہ آگے بیجا ہے۔ مانتوں تمہارے  
 نے اور یہ کہ اللہ نہیں ظلم کرنے والا واسطے بندوں کے مانند عادت قوم فرعون کی اور وہ لوگ کہ پہلے  
 ان سے تھے کافر ہوئے اللہ کی نشانیوں کے ساتھ پس پکڑا ان کو اللہ نے کما ہوں کے ساتھ تحقیق اللہ  
 نور آور ہے سخت عذاب کرنے والا ہے۔

مسٹر اسیک

Mian Saifullah Khan Peracha :-

سوالیات

On behalf of Mr. Achakz... Question No. 13

کیا وزیر تعلیم اشداء کرم بتلائیں گے کہ

- ۱۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان میں اسکولوں کے ڈل اسکول کی عمارت چھوٹی موٹی سالانہ مرمت کے نہ  
 ہونے کی وجہ سے نہایت خستہ حالت میں ہے؟
- ۲۔ مذکورہ مرمت جو پہلے مقررہ اوقات اور وقفہ کے ساتھ لازماً کرانی جاتی تھی اور اسی لئے سالانہ  
 مرمت کرایا جاتا تھا۔ اس اسکول میں کتنے عرصہ نہیں کرایا گیا ہے؟
- ۳۔ عوام کو وہ سالانہ مرمت عمارت کے ماتحت دوسرے اسکولوں میں ہر سال کرائے جلتے ہیں یا نہیں؟
- ۴۔ اگر یہ مرمت کرائے جاتے ہیں تو گزشتہ سال شہری اور دیہاتی علاقوں کے کس کس اسکول میں کرائے گئے  
 ہیں اور ان میں کتنا کتنا خرچہ کیا ہے؟
- ۵۔ اور اگر نہیں کرائے گئے ہیں تو کیوں؟
- ۶۔ کیا سرکار آشداء کرم مالی سالوں میں اس قسم کی تمام مرمتیں کرانے پر تیار ہے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟
- ۷۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان میں واقع اسکولوں میں چند ایک ایسی استانیوں کام کرتی ہیں جن کے پاس  
 ان کے موجودہ درجہ جے وی (گریڈ) سے زیادہ اونچے درجہ کی قابلیت اسناد موجود ہیں جیسے بی بی ایس  
 نے وی مگر انہیں اپنی قابلیت کے مطابق گریڈ نہیں دیا گیا ہے؟

د۔ کیا حکومت کے ذمہ اہتمام دوسرے اسکولوں میں بھی ایسی تربیت یافتہ اساتذہ یا نیاں موجود ہیں۔ جن کے ساتھ ہی یہی سلوک برپا ہے؟ اگر ہاں! تو ان کی تعداد۔ نام، قابلیت موجودہ گنپہ اور صلاحیت کے مقام کیا ہیں؟

ط۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ گلستان کے مذکورہ اسکول میں کئی سال قبل بجائے باقاعدہ طور پر نوین اور دوسری جماعتیں جاری کرنے کے جس کے لئے اداہ کے مکان اور عمارت میں گنجائش موجود تھی بے فائدہ یعنی پرائیویٹ طور پر مذکورہ جماعتیں شروع کی گئیں جس کے نتیجہ میں طالبانہ کو امتحان پرائیویٹ طور پر دینے پڑتے ہیں اور اس کے علاوہ قابل اور مستحق طالبات کو وظائف اور دیگر سرکاری مراعات سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

ظ۔ کیا حکومت مذکورہ اسکول کے درجہ کو باقاعدہ طور پر دوسری ریئر کلاس تک بڑھانے پر تیار ہے؟ لگے نہیں تو کیوں نہیں؟

ی۔ کیا عمارت کے ماتحت اس قسم کی کونجی طور پر چلائے جانے والی درسگاہیں فکری بھی ہیں اگر ہیں تو کتنی؟ اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

ع۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ کے بعض منظور نظر استاد اور اساتذہ نیاں تنخواہ تو بہ اچکنی تو بہ کا کڑی، سلطان۔ کپلانغ وغیرہ وہابی اسکول کے نام پر وصول کرتے ہیں مگر کام شہروں میں خصوصاً کورٹ میں طاق دفاتر میں کرتے ہیں۔ یا سرے سے کام کرتے ہی نہیں؟

### وزیر تعلیم و میر گل خان نصیر

وہ یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ سال یعنی 71-1970ء میں گلستان

گولڈن ہڈل اسکول میں سالانہ مرمت نہیں کرانی گئی عمارت کی حالت قابل مرمت ہے۔

ب۔ اسکول کی عمارت محکمہ تعمیرات و مواصلات کے چارج میں 68-1967ء میں گئی تھی۔ اسی سال سے اس کی مرمت نہیں کرانی گئی۔

ج۔ محکمہ ایسی تمام عمارت کی سالانہ مرمت کر دیتا ہے۔ لیکن اس معاملہ میں فنڈز کی پوزیشن کو مد نظر رکھا جانا

ہے جس عمارت کی حالت نیاہ خراب ہو پہلے اس کی مرمت کرائی جاتی ہے۔

۵۔ سابقہ سال ۱۹۷۰-۷۱ء میں مندرجہ ذیل سکولوں کی مرمت کرائی گئی۔ کیونکہ ان کی حالت بہت ہی

خراب تھی۔ چونکہ سال مذکورہ میں صرف ۱۷,۷۴۲ روپے تمام سکولوں کے لئے یعنی پٹین اور چین سب

ٹھہرن بلوہ فنڈ دیئے گئے تھے اس رقم کو مندرجہ ذیل سکولوں کی سالانہ مرمت پر خرچ کیا گیا۔

۱۔ سالانہ مرمت سکول بلڈنگ پٹین = ۱۱,۵۹۹ روپے

۲۔ " " چین = ۴,۴۱۷ روپے

۳۔ " " کرلا = ۴,۶۹ روپے

۴۔ " " خانقاہ = ۱۲,۵۷۱ روپے

مستحقان = ۱۷,۷۴۲ روپے

۶۔ اس سال اس اسکول میں گلستان گریڈنگ سکول کی سالانہ مرمت کے لئے احکام جاری کر دیئے گئے

ہیں اور یہ مرمت جون ۱۹۷۳ء کے خاتمے سے پہلے مکمل ہو جائے گی۔ جہاں تک آئندہ سالوں میں ایسی

مرمتوں کا تعلق ہے ان کا اخراج فنڈ کی فراہمی پر ہے۔

۷۔ چھ ایسی استانیات گلستان اور چھ دوسرے سکولوں میں ہیں جو اپنی قابلیت سے کم درجہ کی آسامیوں

پر کام کر رہی ہیں ایسی استانیوں کو بلحاظ قابلیت صحیح گریڈ آسی وقت مل سکتا ہے۔ جب ان کی تقرری ان

آسامیوں پر ہو۔ مثلاً بی۔ ایڈ پاس کو اے۔ ای، بی گریڈ اس وقت مل سکتا ہے۔ جب وہ ایس دی ٹی کے

پوسٹ پر تعینات ہو۔

ان آسامیوں پر تقرری یا ترقی آسامیوں کی تعداد اور امیدوار کے استحقاق جس میں امیدوار کے متعلق بی

ایڈ وغیرہ میں حاصل کردہ نمبروں اور مدت ملازمت شامل ہیں کی بناء پر کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں

ضروری مواد جمع کیا جا رہا ہے اور عفریب قاعدے اور قانون کے تحت حقدار امیدواروں کو ترقیاں دی

جائیں گی۔

ط۔ مثل اور ثانوی مدارس کی تعداد چونکہ کم ہے لہذا ان طالبات کو جو عدلیوں میں رہتی ہیں۔ جہاں مدرسے موجود نہیں اس بات کی سہولت دینے کے لئے کہ وہ اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ چھ مڈل سکولوں میں ذیلی اور سویس جماعتیں اور چھ پرائمری سکولوں میں مڈل جماعتوں کا غیر سرکاری طور پر پناہ دیا گیا تھا۔ ان بچیوں کو وظائف کے سلسلے میں بے شک تکلیف ہوتی تھی۔ کیونکہ باوجود حکمانہ استثنائات وظیفہ حاصل کرنے کے انہیں وظائف نہیں ملتے تھے وظیفہ دینے کی شرط یہ ہے کہ طالب علم منظور شدہ طولوں میں داخلہ لیں، بہر حال یہ معاملہ بھی زیرِ غور ہے۔

ظ۔ آئندہ مالی سال 73-72 میں گورنمنٹ کی جانب سے ضروبہ یونٹ مڈل سکولوں کو مالی کا درجہ دینا منظور ہوا ہے۔ لیکن تاحال ان کے ناموں کا تعین نہیں ہوا مانگ بہت سی جگہوں کی ہے اور استحقاق کی بناء پر آئندہ سکولوں کو مالی کا درجہ دئے دیا جائے گا۔ اس مدرسے کو مالی سکول بنانے پر بھی پلیدی طرح غور کیا جائے گا

ی۔ طالبات کے مدرسہ ذیل سکولوں میں ذیلی اور سویس جماعتیں وغیر سرکاری طور پر کھولی گئی ہیں۔

- ۱۔ گورنمنٹ مڈل سکول اسلام آباد کوئٹہ
- ۲۔ گورنمنٹ مڈل سکول چین
- ۳۔ گورنمنٹ مڈل سکول ہندو باغ
- ۴۔ گورنمنٹ مڈل سکول پشین
- ۵۔ گورنمنٹ مڈل سکول دالبنڈین
- ۶۔ گورنمنٹ مڈل سکول گلستان
- ۷۔ گورنمنٹ مڈل سکول قلعہ سیف اللہ

ع۔ یہ درست ہے۔ بعض استادوں اور اساتذہ کی تنخواہیں جن سکولوں کے نام پر برآمد ہوتی ہیں وہ وہاں پر کام نہیں کرتے بلکہ ان سے دوسرے سکولوں میں کام لیا جاتا ہے مگر ایسی تقریروں اور تبدیلیوں میں پسند یا ناپسند کا سوال نہیں بلکہ مقامی حالات و واقعات کو دخل ہوتا ہے ایسے بہت سے زنانہ سکول ہیں جہاں کے ملک و معتبرین حمیر پری رہتے ہیں بھجواو تپے ہیں۔ انہیں زنانہ سکولوں کی ضرورت نہیں لہذا جن معاملات کی تقریریں ایسے سکولوں میں ہوتی ہیں انہیں مجبوراً وہاں سے ہٹا کر دوسری جگہوں پر لگایا جاتا ہے۔ بعض دوسرے اسکول خصوصاً کوئٹہ شہر کے اسکولوں میں تعداد طلباء اور طالبات بہت

نیا دو پڑھ چکی ہے لیکن کوئی نئی اسٹی منظور نہیں کی گئی ہے اندہ ہی حالات مجبوراً ایسے بسند اسکولوں کے استاد افاضتائیاں ان فاضل بچوں کی تعلیم کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اسی طرح لڑکیوں کے ایسے اسکول جہاں لڑکوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے وہاں سے ضرورت سے زیادہ اساتذہ کو تبدیل کر کے دوسرے اسکولوں میں لگا دیا جاتا ہے لیکن ان اساتذہ میں سے کوئی بھی دفتر میں کام نہیں کرے گا۔ ایسی کوئی نظیر نہیں کہ کسی استاد کو بغیر کام لئے تنخواہ دی جاتی ہو۔

مندرجہ ذیل اسکولوں میں مندرجہ ذیل تربیت یافتہ معلمات اپنی تعلیمی قابلیت کے مطابق تنخواہ نہیں لے رہی ہیں۔

نمبر شمارہ	نام اساتذہ	تلاہیت	جس آسانی پر کام کر رہی ہیں
1-	مس ثروت ہالو	بی ایچ ایڈ جے وی	گورنمنٹ اسکول گلستان
2-	خورشید اختر	ایف اے ایس وی	"
3-	پہلیا بیگم	میرٹک ایس وی	"
4-	فریدہ طاہر بیگم	بی اے بی ایڈ	گورنمنٹ اسکول مشن روڈ
5-	تہمینہ صادق	بی اے بی ایڈ	گورنمنٹ اسکول نورث سٹریٹ
6-	آمنہ مصطفیٰ	الضیاء	گورنمنٹ اسکول ہرنائی
7-	نرہت فاروق	"	گورنمنٹ اسکول کوئٹہ لیڈی سٹریٹ کوئٹہ
8-	ساجدہ بیگم	"	گورنمنٹ اسکول نوحصار
9-	سینہ بوی	"	گورنمنٹ اسکول نوحصار
10-	حدودہ عنینہ	"	گورنمنٹ اسکول شران علیانی
11	محمدہ رشیدی	"	گورنمنٹ اسکول لوبالائی

جس اسمانی پند کام کہتری میں	قابلیت	۴۴ استان	نمبر شمار
گرنز ٹائی سکول ہی	بی ایس بی ایڈری	صوفیہ باجوہ	۱۲
گرنز ٹیل سکول پوسٹل کوئٹہ	"	شہباز افتخار	۱۳
گرنز ٹیل سکول چین	"	شمس القدوسی	۱۴
گورنمنٹ پاک گرنز سکول کوئٹہ	"	دل آمار	۱۵
گورنمنٹ پاک گرنز ٹائی سکول کوئٹہ	"	عصا برکت	۱۶
گورنمنٹ گرنز ٹیل کالی گل محمد	"	عائشہ بکری	۱۷
گرنز پرائمری سکول احمد خان نئی	ایس ایس ٹی وی	رضیہ نازید	۱۸
گرنز ٹیل سکول ریلوے کالونی کوئٹہ	ایسٹ	نگس پیوین	۱۹
گرنز ٹیل سکول قلعہ سیف اللہ	"	بلقیس چوہدری	۲۰
"	"	آمنہ طاہرہ	۲۱
گرنز ٹیل سکول دکی	"	شیم اختر	۲۲
گرنز ٹائی سکول نوشکی	ایس ایس ٹی	فریدہ میر	۲۳
گرنز ٹیل سکول کانسٹی کوئٹہ	"	ثریا محمود	۲۴
"	"	ثریا عزیزہ	۲۵
گرنز پرائمری سکول پنجابی کوئٹہ	"	عزیزہ حیات	۲۶
گرنز ٹیل سکول پشین	"	ریحانہ ہمدون	۲۷
گیس فورڈ روڈ گرنز ٹیل سکول	"	شاہدہ ہاشمی	۲۸
گرنز پرائمری سکول کلی عالم خان	"	شیم اختر	۲۹
گرنز ٹیل سکول پوسٹل کالونی کوئٹہ	"	بختر فیض محمد	۳۰
پرائمری گرنز سکول پنجابی کوئٹہ	"	گورہ دلیانی	۳۱

نمبر	۴۵ استان	کامیبت	جن آسانی پر کام کر رہے ہیں
۲۲	پرہیز اختر	ایف اے جے وی	گرلز پرائمری گورنمنٹ سکول (مدل) کوشہ
۲۳	نورینہ بیگم	"	گرلز ہائی سکول سی
۲۴	تیسیم روانی	"	پاک گرلز ہائی سکول کوشہ
۲۵	نگہت یاسین	"	"
۲۶	ساجدہ فاضل	"	گرلز مدل سکول ہرنائی
۲۷	فضیلت پروین	میٹرک ایس وی جے وی	گورنمنٹ مدل سکول چین
۲۸	نجمہ بقیس	"	گرلز مدل سکول انحصار
۲۹	نسرین اختر	"	گرلز پرائمری سکول لہلالائی چھاؤنی
۳۰	سلطانہ نجی	"	گرلز ہائی سکول زینکی
۳۱	قرنہ الساد	"	گرلز مدل سکول نوکنڈی
۳۲	رہفت نسیم	"	گرلز مدل سکول دالہندین
۳۳	غلام طاہر	"	گرلز ہائی سکول ورثہ سہیلین
۳۴	سعدیہ بیار	"	گرلز ہائی سکول لیڈی سنڈھین کوشہ
۳۵	عزیزہ بانو	"	گرلز پرائمری سکول اکچر موڈ کوشہ
۳۶	تحیہ خلیل	"	گرلز مدل سکول پوسٹل کالونی کوشہ
۳۷	ذکیہ شاہین	"	ریلوے گرلز ہائی سکول کوشہ
۳۸	غلام صغریٰ	"	ریلوے گرلز ہائی کوشہ
۳۹	خورشید بانو	مدل ایس وی	گرلز پرائمری سکول حمیت ملے روڈ کوشہ
۵۰	مست سلطانہ	میٹرک ایس وی جے وی	پاک گرلز ہائی سکول کوشہ
۵۱	آسیہ اختر	"	ایضاً

جس آسانی پہ کام کر رہے ہیں	قابلیت	نمبر شمارہ
ہاک گرلز ہائی سکول کوئٹہ	میرنگ ایس وی جے وی	۵۲ شاہہ وارثی
گرلز ٹیچنگ سکول پوسٹل کالونی کوئٹہ	" "	۵۳ شاہہ پھول
گرلز ٹیچنگ سکول پوسٹل کالونی کوئٹہ	ایضاً - ایس وی	۵۴ آسیہ منگل
ایضاً	میرنگ ایس وی	۵۵ ریاض شملہ
گرلز پرائمری سکول نجاری روڈ کوئٹہ	ایضاً	۵۶ سحیہ پھول
ایضاً	"	۵۷ پھول اختر
ایضاً	"	۵۸ بشرہ پھول
گرلز ٹیچنگ سکول اسلام آباد کوئٹہ	"	۵۹ عابدہ خاتون
ایضاً	"	۶۰ زبیدہ خانم
گرلز پرائمری سکول بلوچ اسٹریٹ کوئٹہ	"	۶۱ رشیدہ بیگم
گرلز ہائی سکول ریلوے کالونی	"	۶۲ ساجدہ شریف
گرلز ہائی سکول ریلوے کالونی	میرنگ ایس وی جے وی	۶۳ جمیب اختر
"	" "	۶۴ متاز قریشی
"	" "	۶۵ غلام زہرا
گرلز ٹیچنگ سکول بوستان	" "	۶۶ جمیلہ
"	" "	۶۷ نعمت پھول
گرلز پرائمری سکول سمندگی	" "	۶۸ ساجدہ خاتون
"	" "	۶۹ پردینہ رضا طاہرہ
گرلز ٹیچنگ سکول لہین	" "	۷۰ عذرا معراج الدین
"	" "	۷۱ - بیسم کوئٹہ

نمبر شمار	نام استانی	تالیبت	جس اسمی پر کام کر رہی ہیں
۷۵	نیم کوثر	میٹرک ایس وی جی وی	گورنمنٹ سکول پشین
۷۶	امت الحفیظ	میٹرک ایس وی	ڈل سکول کوئٹہ کینٹ
۷۷	شہزادی مقصود	" "	ڈل سکول کوئٹہ کینٹ
۷۸	کنیز عابدہ	" "	ہدہ گورنمنٹ سکول کوئٹہ
۷۹	راحتمہ حسین	" "	پوسٹل کالونی کوئٹہ
۸۰	ناصہ	" "	گورنمنٹ سکول چین
۸۱	آمنہ دین محمد	میٹرک ایس وی جی وی	گورنمنٹ سکول چین
۸۲	-	" "	گورنمنٹ سکول خالو زئی
۸۳	زرگس پوین	" "	گورنمنٹ سکول شان کالج کوئٹہ
۸۴	شیم اختر	" "	گورنمنٹ پرائمری سکول کالنی محلہ
۸۵	رضیہ سلطانہ	" "	" "
۸۶	حیلہ خاتون	" "	میں ٹانگی
۸۷	ذہرہ سلطانہ	" "	کلی کمانو
۸۸	خالہ تبسم	" "	کچلاک
۸۹	ارشاد بیگم	" "	کلی شہوزئی
۹۰	نور سجان	" "	کلی سینرل
۹۱	متان بیگم	" "	نیو کلی کوئٹہ
۹۲	عزالہ ہاشمی	" "	گورنمنٹ سکول راتہ کھن
۹۳	پروین اختر	" "	گورنمنٹ پرائمری سکول بارکھان
۹۴	زیب النساء	" "	گورنمنٹ پرائمری سکول موٹی خیل

نمبر شمارہ	نام استاد	قابلیت	جس اسمی پر کام کر رہی ہیں
۹۱	رضیہ لیسون	میرنگ ایس وی جے وی	دیپاں کلی
۹۲	نسرین خالدہ	" "	گورنمنٹ سکول اورالائی
۹۳	ثریا جعفر	" "	ایضاً
۹۴	توزیر سلطانہ	" "	گورنمنٹ سکول سبھی
۹۵	کوثر اقبال	" "	ایضاً
۹۶	صغیرہ بیگم	" "	پرائمری سکول اورالائی کینٹ
۹۷	متنازعہ	" "	کلی بنگل
۹۸	نفیس آملد	" "	ویپال کلی
۹۹	سیدی مریم	" "	نندہ
۱۰۰	بجیہ اسمین	بی اے بی ایڈ ایس ای ٹی	حضار
۱۰۱	منز سعیدہ ناصر	ایضاً	ایضاً
۱۰۲	منز زینب فرویں	" "	ایضاً
۱۰۳	سلیمہ بیگم	" "	زنکی
۱۰۴	فریدہ قریشی	" "	ڈھاڈر
۱۰۵	منز نگار قریشی	بی ایس سی بے ڈی	لیڈی سٹڈین
۱۰۶	عابدہ رفیق	" "	اورالائی

**جام میر غلام قادر خان** کیا فیروزہ متعلقہ یہ بتائیں گے کہ وہ طالبات کے کون سے سکول تھے جہاں کہ  
معتبروں نے تحریری طور پر لکھا تھا کہ ان سکولوں کی ان کو ضرورت نہیں؟

وزیر تعلیم :- اس وقت ہمارے پاس ان کی لسٹ نہیں ہے ویسے وہ پشترن ایسا میں تو کالوں  
 وغیرہ کے ایک اسکول ہیں۔ کیونکہ وہ لڑکیوں کو نہیں پڑھانا چاہتے۔

مسٹر اسپیکر، اگلا سوال ہی

میاں سیف اللہ خان پٹوچہ، خالص صاحب کی طرف سے نمبر ۱۴

- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتائیں گے کہ
- ۱۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ سالانہ گورنر مشنرٹیشن ریسٹریکشن نے یہ تجویز فرمایا تھا کہ عین میں اس تعلیمی اور مالی سال سے ایک کالج کی ابتدائی کلاس یا کلاسوں کا آغاز کیا جائے جس کے لئے عمارت اور چند ایک دوسرے لازمی امور کے اخراجات کے لئے رقم ٹاؤن کمیٹی عین ہیا کرے گی؟
  - ۲۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس تجویز کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا گیا؟
  - ۳۔ کیا رکوہ تجویز اب بھی زیر غور ہے؟
  - ۴۔ اگر راج کا جواب اثبات میں ہے تو کس مرحلے میں ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم

- ۱۔ نہیں جن میں انٹرمیڈیٹ کالج کھولنے کا سوال جس کے اخراجات ٹاؤن کمیٹی عین پورے کرے مشنریکٹری کے زیر غور رہا تھا۔ لیکن انہوں نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ یہ کالج کھول دیا جائے
- ۲۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- ۳۔ بہت سی جگہوں پر شٹل نوشکی اوسٹہ محمد اومتل۔ پچ وغیرہ میں انٹر کالج کھولنے کی تجاویز موصول ہوئی ہیں مگر ان سب پر استحقاق کی بناء پر غور ہو گا۔

۱۹۶۲-۷۵ء کے بجٹ میں ایک اسٹرکالج کھولنے کی گنتھائش رکھی گئی ہے۔

**حاجی میر غلام قادر خان**۔ کیا وزیر متعلقہ اوتھل میں کالج کھولنے کے لئے صرف غور کریں گے یا کھولنے کا بارادہ رکھتے ہیں؟

**وزیر تعلیم**۔ اس پر غور ہوتا ہے اور استحقاق کی بنا پر کالج کھولے جائیں گے۔

**مسٹر اسپیکر**، سوال نمبر ۱۵

**پروفیسر عبدالصمد خان اچکزئی** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتائیں گے کہ

۱۔ کوئٹہ میں واقع استانیوں کی تربیت کے اسکول میں کتنی استانیوں کی تربیت ہیں؟  
ب۔ مذکورہ زیر تربیت استانیوں کو تربیت دینے کے لئے مقررہ استانیوں کی تعداد کیا ہے اور ان کی تعلیمی قابلیت کیلئے؟

ج۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ تربیت دینے والی استانیاں تعلیمی قابلیت اور تعداد کے لحاظ سے موجودہ عدت میں موجودہ ادارہ کے ساتھ ساتھ استانیوں کی تربیت کے ایک بڑے ادارہ کو بھی چلا سکتی ہیں۔ جس میں بی بی اور بی ایڈ کی تربیت دی جاسکتی ہے؟

د۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلوچستان کی استانیاں خصوصاً مقامی یعنی پشتون اور بلوچ خاتین کی اکثریت بی بی تربیتی درسگاہوں میں جانے کے لئے بلوچ پردہ اعلیٰ درجہ کی تربیت کے لئے نہیں جاسکتی ہیں؟  
ه۔ کیا حکومت اس تعلیمی سال سے ہی مذکورہ اسکول کو تربیتی کالج میں بدلنے کے لئے تیار ہے؟

اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

**وزیر تعلیم** ۱۔ ۳۵۔ مزید ۱۲۴ امیدواروں کا داخلہ دیا گیا ہے۔

ہے، ج، ۱۹۷۱ء موجودہ سٹاٹ بی، ایڈ کی تربیت دینے کے لئے معیاری قابلیت نہیں رکھتا

۲۔ مقامی خواتین بلوچستان سے باہر کی تربیت گاہوں میں تربیت حاصل کرتی رہی ہیں۔

۳۔ مذکورہ ٹریننگ سکول برائے خواتین کو کالج بنانے کی تجویز زیر غور نہیں ہے لیکن ایک سیکم کے

تحت بلوچستان، یونیورسٹی کے ذریعہ نظام بی ایڈ میں تربیت کا انتظام کیا جا رہا ہے جہاں خواتین

بھی تربیت لے سکیں گی۔ اس مقصد کے لئے حکومت بلوچستان نے آئندہ مالی سال میں بی ایڈ کی چالیس

نئی آسامیاں برائے تربیت اساتذہ منظور کی ہیں۔ ان میں خواتین بھی شامل ہیں۔

### خان عبدالصمد خان اچکزئی

وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔ - موجودہ خواتین اسٹاٹ کی تعداد

چند ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے کہ یہ تربیت دینے کی معیاری قابلیت نہیں رکھتیں۔ کیا

میں یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ ان کی قابلیت کیا ہے اور وہ معیاری قابلیت کیا ہے جس سے وہ

محروم ہیں؟

وزیر تعلیم

اس میں معیاری قابلیت بی۔ ایڈ ہوتی ہے

### خان عبدالصمد خان اچکزئی

۲۔ ان میں کتنے بی ایڈ ہیں اور کتنے نہیں ہیں؟

وزیر تعلیم

۱۔ بحساب میں کہا گیا ہے کہ مذکورہ عملہ معیاری قابلیت نہیں رکھتا

### خان عبدالصمد خان اچکزئی

وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ بلوچستان کی خواتین پہلے بھی ٹریننگ کے

لئے جاتی رہی ہیں۔ کیا میں ان کا نام معلوم کر سکتا ہوں؟

وزیر تعلیم - یہ علیحدہ سوال ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- ان کے جواب میں یہ ذکر آیا ہے کہ وہ گئی ہیں یہ کون گئے ہیں؟ یہ  
 نیا سوال تو نہیں ہو سکتا؟

وزیر تعلیم :- یہ نیا سوال ہے کیونکہ تعداد سے متعلق ہے کہ کون کون کہا ہے اور کس کس سکول سے  
 گئے ہیں۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- اس کے علاوہ انہوں نے کہا ہے کہ چالیس نئی آسامیاں برائے تربیت  
 اساتذہ منظور کی ہیں۔ ان میں خواتین بھی شامل ہیں کیا میں یہ سمجھوں کہ یہاں co-education  
 شروع ہو رہا ہے؟

وزیر تعلیم :- اب تک ٹریننگ کے لئے یہی طریقہ رہا ہے۔ کیونکہ تاحال عورتوں کے لئے علیحدہ  
 انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا ٹریننگ دیا جائے گا۔ بلکہ یہ صرف  
 اساتذہ اور اساتذہائوں کے لئے ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- یعنی استانیوں مردوں کو تربیت دیں گی یا خواتین اساتذہ مردوں کو

وزیر تعلیم :- نہیں جناب وہ سب خود تربیت حاصل کریں گے۔ استانیوں وہاں مردوں کو اور نہ ہی مرد  
 استانیوں کو ٹریننگ دینگے بلکہ ماسٹر ٹریننگ سکول میں جا کر تربیت حاصل کریں گے۔ اور وہاں ان کے لئے  
 مرد اساتذہ اور استانیوں ہر دو کا انتظام ہے۔

مسٹر اسپیکر :- اگلا سوال

بندہ ۲۰ میاں سیف اللہ خان پرلچہ - کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ

۵۔ بلوچستان میں فوڈ انسپکٹروں کی تعداد کتنی ہے؟

۶۔ جو نمونے فوڈ انسپکٹرز نے یکم جنوری ۱۹۶۱ء سے ۳۰ مارچ ۱۹۶۲ء تک جمع کئے ان کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر صحت (میرنگلے خان نصیر)

۱۔ بلوچستان میں فوڈ انسپکٹروں کی تعداد ۷۶ ہے

۲۔ جو نمونے فوڈ انسپکٹرز نے یکم جنوری ۱۹۷۱ء سے ۳۰ مارچ ۱۹۷۲ء تک جمع کئے، ان کے

تعداد ۶۸۵ ہے (۶۵۱ عذراک کے اور ۳۴ پانی کے)

ان نمونوں سے ۱۶۵ نمونے (۱۴۶ عذراک کے اور ۱۹ پانی کے) ناقص ثابت ہوئے

بندہ ۲۲۰ میاں سیف اللہ خان پرلچہ

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتائیں گے کہ

۱۔ ضلع وار ایٹ اے، بی اے، بی ایس سی، میڈیکل اور انجینئرنگ کے طالب علموں کی تعداد جو

۱۹۷۱ء کے دوران وظائف و دیگر سرکاری عطیات اور امداد سے مستفید ہوئے کیا تھی؟

۲۔ مندرجہ بالا طالب علموں میں سے ڈومیسائل طالب علموں کی تعداد کتنی تھی؟

۳۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ وظائف کی منظوری کے وقت ان ڈومیسائل طالب علموں جن کے والدین

۱۹۴۷ء سے قبل بلوچستان میں آباد ہوئے اور ان طالب علموں جن کے والدین ۱۹۴۷ء اور اس کے

بعد آباد ہوئے میں فرق کیا جاتا ہے؟

۴۔ اگر ج، ب، ح جواب اثبات میں ہے تو اس فرق کی وجوہات کیا ہیں؟

۵۔ حکومت وظائف اور دیگر مراعات وغیرہ کے سلسلے میں بلوچستانی طلباء اور ڈومیسائل طلباء کے



ڈومیسائلڈ طلباء کے ساتھ	1	-	2	1	1	12	2	1	1	5	2	5	12
یکساں سٹوڈنٹس کے لئے	3	-	-	2	5	12	-	-	1	1	1	11	13
اقلیات کو راجا جاتی ہے	13	-	-	2	1	19	-	-	-	3	4	13	14
	5	1	2	3	1	19	-	-	-	-	1	2	15
کل میزان	207	52	96	95	121	474	47	46	96	157	232	231	

**جام میر غلام قادر رحمان** ۱۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ قلات ڈویژن میں طلباء کی تعداد 734 ہے اس کے برعکس کوئٹہ ڈویژن کی تعداد 045 ہے۔ قلات میں ڈومی سٹوڈنٹس کی تعداد 21 ہے اور کوئٹہ ڈویژن میں ڈومیسائل کی تعداد 207 ہے۔ اس فرق کی وجہ کیا ہے؟

**وزیر تعلیم** :- قلات ڈویژن کے لئے زیادہ تعداد میں وظیفہ دینے نہیں آسکے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی تعداد کم تھی اور کوئٹہ ڈویژن کی تعداد زیادہ تھی۔ اس لئے ان کو زیادہ وظائف ملے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ** ۱۔ جو کہ وظیفہ غریب بچوں کے لئے ہوتے ہیں۔ تو کیا یہ تعداد جو آپ نے بتائی یہ سب غریب بچوں کی ہے؟

**وزیر تعلیم** ۱۔ یہ وظائف کچھ میسرٹس پر ملتے ہیں اور کچھ دیگر مستحق طلباء کو ملتے ہیں۔ کیونکہ غریب کی تشہیح ہم نہیں کر سکتے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ** ۱۔ غریب تو وہی ہیں جن کے والدین نہیں وغیرہ نہ مے سکتے ہوں۔ بلکہ جسکو مستحق سمجھا جائے انہیں دیا جاتا ہے

مشیر سچیکوٹہ۔ انکسار

## \* 67 میرجام غلام قادر خان

کیا وزیر تعلیم ہواہ کرم بتائیں گے کہ۔

- ۱۔ ضلعواری اقدار و وظیفہ پانے والے طالب علموں کی جو صورتیں باہر تعلیم حاصل کر رہے ہیں کیلئے ہے؟
- ب۔ کس قدر وظیفہ ایک طالب علم کو دیا جاتا ہے؟
- ج۔ آیا موجودہ شرح وظیفہ ان طالب علموں کے لئے کافی ہے؟

**وزیر تعلیم** ۱۔ کوئٹہ بورڈ لائی ٹوب بی چاغی تلات کچی خاران کران سیلہ  
45 61 11 32 74 7 22 28 26 180

ب۔ ۱۔ اتر 80 روپے برائے بورڈ اور 30 روپے برائے نان بورڈ

۲۔ ڈگری۔ بی کام۔ 65 روپے بورڈ اور 20 روپے نان بورڈ اور 200 روپے برائے کتب

۳۔ ایم اے میڈیکل، انجینئرنگ، زراعت، اینیل ہسپتالری 100 روپے

۴۔ سی کام۔ ڈبی کام پالی میٹک۔ 80 روپے بورڈ اور 30 روپے نان بورڈ کے لئے طلباء کا مطالبہ

ج۔ ربط ہے کہ بورڈنگ کے اخراجات موجودہ شرح کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے ان میں اضافہ کیا جائے۔

**غلام میر غلام قادر خان**، طلباء کا یہ مطالبہ کہ "اخراجات زیادہ ہیں اس لئے وظائف کی رقومات

میں اضافہ کیا جائے" تو کیا حکومت اس معاملے پر غور کر رہی ہے؟

**وزیر تعلیم**۔۔۔ جی ہاں یہ حکومت کے زیر غور ہے۔

\* 71 میرجام غلام قادر خان

کیا ذریعہ صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ۔

- ۱۔ ضلع لس بیل میں کس قدر سول ہسپتال اور ڈسپنسریاں موجود ہیں؟  
 ب۔ کتنے ڈاکٹر اور کیا نڈران ہسپتالوں میں کام کر رہے ہیں؟  
 ج۔ کیا یہ درست ہے کہ سوئیانی کی ڈسپنسری کو دند اس لئے منتقل کیا گیا ہے کہ سوئیانی سے تحصیل کو مندرجہ  
 منتقل کیا گیا تھا؟

وزیر صحت ۱۔ ضلع لسبیلہ میں ایک ہسپتال ایک وہی مرکز صحت جمع بین وہی سب مرکز صحت اور چار ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں۔  
 ب۔ ان ہسپتالوں میں پانچ ڈاکٹر اور نو کمپونڈر کام کر رہے ہیں  
 ج۔ جی ہاں درست ہے۔

جام میر غلام قادر خان۔ ان ڈاکٹروں کی ایفگیشن کیا ہے؟

وزیر صحت :- ان میں دو ایم۔ بی۔ ایس ہیں باقی کمپونڈر قسم کے ہیں۔

جام غلام قادر خان :- کیا کمپونڈر بھی ڈاکٹروں کے درجے میں آسکتے ہیں؟

وزیر صحت :- اس وقت ڈاکٹروں کی سخت کمی ہے۔ اس لئے کمپونڈر سے ڈاکٹر کا کام لیجاتا ہے

جام میر غلام قادر خان۔ جواب اس طرح کیوں نہیں دیا گیا کہ دو ڈاکٹر ہیں اور تین کمپونڈر ہیں؟

وزیر صحت :- جناب جن کمپونڈروں کو یہ کام دیا گیا ہے تجربہ کار ہونے کی وجہ سے انہیں یہ کام دیا گیا ہے ویسے بعض معاملات میں کمپونڈر ڈاکٹروں سے زیادہ جانتے ہیں۔

حاجم میر غلام قادر خان، یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ سونیائی ڈسپنسری کو "ونڈر" منتقل کیا گیا ہے۔ کیا حکومت اس تجربہ پر غور کرے گی کہ منتقل کرنے کی بجائے وہاں ایک اور ڈسپنسری کھولی جائے؟

وزیر صحت، ر ضلع لس بید میں مورخہ 2 جون 1970ء کو ضلع انٹروں کے اجلاس میں یہ طے پایا کہ سونیائی ڈسپنسری کو "ونڈر" کے مقام پر تبدیل کیا جائے یہ فیصلہ اس حقیقت کے پیش نظر کیا گیا ہے کہ سونیائی گاؤں کی آبادی ونڈر کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ نیز محکمہ جات پولیس اور مال کے دفاتر بھی وہاں قائم ہیں۔ لہذا ان وجوہات کی بنا پر ایسا کیا گیا۔

میر حاجم غلام قادر خان :- کہا گیا ہے کہ ونڈر کی آبادی سونیائی سے زیادہ ہے تو کیا وزیر متعلقہ کو یہ علم ہے کہ "ڈام" اور "پیا" کی آبادی 12,000 سے بھی زیادہ ہے اور ونڈر کی آبادی میرے خیال میں ڈیڑھ دو ہزار سے بھی کم ہے۔

وزیر صحت :- میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- کیا وزیر صاحب کو علم ہے کہ کپو نڈر عین سدا یافتہ معالجوں کے زمرے میں آ رہے ہیں امدان کی پریکٹس پر بھی پابندی لگنے والی ہے اس صورت میں آپ کیا کریں گے؟

وزیر صحت :- جناب یہ نیا سوال ہے اس کے لئے علیحدہ نوٹس دے دیں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- یہ جو وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پانچ میں سے تین کپو نڈر

ہیں۔ اور دو ڈاکٹر ہیں۔ کیا یہ کو ایفا ایڈ کپو نڈر ہیں؟

وزیر صحت :- گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں آن کو ایفا ایڈ کپو نڈر نہیں ہوتے۔

## مسٹر اسپیکر اگلا سوال

### 86. میاں سیف اللہ خان پراچہ

کیا وزیر تعلیم ازملو وکریم بتائیں گے کہ۔

۱۔ انجینئرنگ، میڈیکل اور دیگر طلباء کی تعداد جنہیں 1971ء کے دوران وظائف و دیگر سرکاری مالی امداد وغیرہ دی گئی تھیں۔

بے۔ متذکرہ بالا طلباء میں ڈومیسائل طلباء کی تعداد کتنی تھی؟

ج۔ ان میں ان ڈومیسائل طلباء کی تعداد جن کے والدین 7 ماہ سے قبل بلوچستان میں آباد ہو چکے تھے کتنی تھی؟

(۱) طلباء جن کو 1971ء میں وظائف دیئے گئے۔

وزیر تعلیم: انجینئرنگ = 131

میڈیکل = 194

میسٹران = 325

بے۔ ڈومیسائل طلباء جن کو 1971ء میں وظائف دیئے گئے

انجینئرنگ = 24

میڈیکل = 53

میسٹران = 77

ج۔ چونکہ متعلقہ ریکارڈ کالجوں کو بھیجا جا چکا ہے۔ لہذا 1947ء سے قبل کی تعداد معلوم نہیں کی جاسکتی

خان عبدالصمد خان اچکزئی: کیا وزیر متعلقہ بتائیں گے کہ وظیفہ خزار ڈومیسائل طلباء کی جو تعداد بتائی

گئی ہے اس کا تناسب ان کی آبادی کے برابر ہے؟

وزیر تعلیم:۔ اس وقت وظائف آبادی کی تناسب سے نہیں دئے جاتے۔

جام میر غلام قادر خان: یہ تعداد جو بتائی گئی ہے۔ ان میں سے اس وقت کتنے بلوچستان میں موز

کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم -۱۔ یہ تو طالب علم ہیں اور ابھی پڑھ رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر :- اگلا سوال

**100% میاں سیف اللہ خان پراچہ**

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ

- 1۔ گورنمنٹ پبلک اینالسٹ کی اسامی کے لئے کم سے کم کون سی سند درکار ہے؟
- 2۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ مغربی پاکستان پیوند فوڈ رولز مجریہ 1968ء کے تحت کم سے کم پی۔ ایس سی کیمسٹری کی سند اسامی کے لئے درکار ہے؟
- 3۔ مہر سرفراز عالم اور محمد اے دی جو کہ دوران 1971ء گورنمنٹ پبلک اینالسٹ کی اسامی پر تعینات تھے کون سا سند کے حامل ہیں۔ اور کس قابلیت کے ہیں؟

وزیر صحت :- (۱) بلوٹ گریجویٹ ڈگری (کیمسٹری)

(2) نہیں بلکہ بحوالہ رول نمبر 53 ولینٹ پاکستان پیوند فوڈ آرڈیننس 1960 ایم۔ ایس سی کیمسٹری کی سند ہونی چاہیے۔

(3) مہر سرفراز عالم - ایم۔ ایس سی کیمسٹری محمد اے دی - ایم ایس سی (ایگریکلچر کیمسٹری)

**میاں سیف اللہ خان پراچہ**۔ جناب اسپیکر! ایم ایس سی ایگریکلچر کیمسٹری تو کبھی نہیں ہو

سکتا یہ ایم۔ ایس سی ایگریکلچر ہوگا۔ تو کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ باوجودیکہ پیوند فوڈ ایکٹ کے رولز ہمیں صاف بتاتے ہیں۔ کہ پبلک اینالسٹ کے لئے کم از کم کوالیفیکیشن - ایم۔ ایس سی کیمسٹری ہونی چاہیے۔ لہذا انہوں نے اس وقت جس شخص کو لگایا ہے وہ ایم ایس سی کیمسٹری نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت : اس سلسلے میں ماہرین کی رائے لی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے ایچ ایم ایس کی ایک کچھ زیادہ سوزوں ہونے چاہئیں اس سلسلے میں دن لوٹ ٹوٹنے کے بعد جب صبح بلوچستان معرضِ وجود میں آیا۔ تو پبلک انالسٹ یہاں سے پنجاب چلا گیا اور اس طرح سے پبلک انالسٹ کی آسامی خالی ہو گئی۔

مشر سرفراز عالم نے اس آسامی کے لئے اپنی درخواست جو ازالہ 24 جون 1975ء ڈائریکٹر محکمہ صحت کو بھیجی۔ اس پر محکمہ صحت سرفراز عالم کی جبری کے احکامات کو آخری شکل دینے کے بعد اسے سابق گورنر کی اطلاع اور توثیق کے لئے پیش کی۔ گورنر نے مشرف سرفراز عالم کی تقرری کی توثیق نہیں کی۔ اور حکم دیا کہ آسامی کو باقاعدہ مشہر کیا جائے۔ تاکہ کسی منہول امیدوار کا انتخاب عمل میں لایا جاسکے۔ اس حکم کی روشنی میں سرفراز عالم کو ایک ماہ کا ڈس سے دیا گیا۔ آسامی کے باقاعدہ مشہر کرنے کے بعد مندرجہ ذیل تین امیدواروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں۔

1- مشرف سرفراز عالم جو پہلے سے تعینات تھے

2- مشرف محمد طاہر جاوید اور

3- مشرف محمد ہادی

یہ تینوں امیدوار ایڈ ہاک سلیکشن کمیٹی کے سامنے مورخہ 14 مارچ 1975ء پیش ہوئے۔ کمیٹی نے مشرف ہادی کو جو بلوچستان کا مقامی باشندہ ہے۔ بطور پبلک انالسٹ تعینات کرنے کے لئے منتخب کیا۔ معاملہ سابق گورنر بلوچستان کے سامنے پیش کیا گیا۔ انہوں نے مذکورہ کمیٹی کے منتخب کردہ امیدوار کی تقرری کے احکامات جاری کرنے کی منظوری دے دی۔ چونکہ یہ تقرری عارضی تھی اس لئے محمد ہادی کی تقرری کے احکامات پہلے مرحلے میں چند ماہ کے لئے جاری کر دیئے گئے اور اس کے بعد گورنر بلوچستان نے مشرف ہادی کی ملازمت میں چھ ماہ کی توسیع کر دی۔ اس دوران سرفراز عالم نے اپنی مددگارٹی اور ایڈ ہاک کمیٹی کے انتخاب کے خلاف گورنر بلوچستان کو درخواستیں دیں شروع کیں آخر کار سابق گورنر نے سرفراز عالم کے دوبارہ تعینات کرنے کی منظوری دے دی اور مشرف محمد ہادی کو اس لئے برطرف کیا گیا کہ چونکہ وہ ایچ ایم ایس سی زراعت کیمسٹری ہے اور پبلک انالسٹ کے معزز کردہ معیار پر پورے نہیں اترتے اور اس سلسلے میں اس کو چند دن

کانوٹس دے دیا گیا۔ نوٹس کے مقررہ میعاد کے اندر مسٹر ہادی نے سندھ پنجاب اور پشاور یونیورسٹی کے ماہرین سے اس آسانی کے لئے تعلیمی معیار کے تعین کرنے کے لئے ملے طلب کی۔ ان یونیورسٹیوں کے ماہرین نے یہ رائے دی کہ اس آسانی کے لئے ایم۔ ایس۔ سی۔ زراعت کیمسٹری بہتر اور زیادہ سود مند ثابت ہو گا۔ کیونکہ مسٹر ہادی ایم۔ ایس۔ سی۔ زراعت پاس تھے۔ اس لئے ممکنہ صورت نے ان آراء کا ایک خلاصہ تیار کر کے سابق گورنر بلوچستان کو بھیجا کہ اب جبکہ یونیورسٹیوں کے ماہرین کی رائے مسٹر ہادی کے حق میں وصول ہو چکی ہے اس لئے اسے سبکدوش کیا جائے گا نہیں تو گورنر صاحب نے اپنے اولین حکم کو برقرار رکھا۔ اور اس طسرت مسٹر ہادی کو ملازمت سے ہٹوا دھونا پڑا۔ بھٹائی کے بعد مسٹر ہادی نے گورنر بلوچستان کو ایک اپیل پیش کی جس پر کیس کا دوبارہ موازنہ کیا گیا اس سے سندھ ذیل حقائق سامنے آئے :-

- 1- مسٹر محمد ہادی بلوچستان کا دلکش باشندہ ہے۔ جبکہ مسٹر سر نواز عالم دو میسائل ہے
  - 2- مسٹر محمد ہادی کو حکومت بلوچستان کی ایک مقرر کردہ کمیٹی نے استحقاق کی بنیاد پر منتخب کیا تھا جبکہ اس کمیٹی نے مسٹر سر نواز عالم کو رد کیا تھا۔
  - 3- یونیورسٹیوں کے ماہرین نے اپنی رائے میں مسٹر ہادی کی تعلیمی استعداد۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ زراعت کو ذیل کے سبب کے لئے زیادہ سوزوں اور سود مند ثابت کیا۔
- مذکورہ بالا حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب گورنر بلوچستان نے مسٹر محمد ہادی کی اپیل منظور کی اور اسے دوبارہ ملازمت پر بحال کیا گیا اور مسٹر سر نواز عالم کو برطرف کیا گیا۔

**خان عبدالصمد خان اچکزئی** دیکھا وزیر صاحب کو علم ہے کہ اس آسانی کے ساتھ سنگین قانونی مقدمات مثلاً نانا الجہر اور زہر خرمانی وغیرہ کا تعلق ہے۔ اور اگر یہاں کوئی ناموزوں شخص لگایا گیا تو اب میں انصاف کے تقاضوں کو بھی نقصان پہنچے گا؟

**وزیر صحت :-** یقیناً جناب! لیکن جن ماہرین کی رائے لی گئی وہ ہمارے حزب اختلاف کے ممبر سے زیادہ اس چیز کو جانتے ہیں۔ اور ان کی رائے بالکل واضح ہے کہ یہ شخص اس کے لئے مفید ہے اور زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- میرا پہلا سوال بھی اسی لئے تھا کہ ایک تو آج کل آپ کو معلوم ہے کہ بگس سرٹیفکیٹ بازار میں کتنے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ معاملہ بہت نازک معاملات سے متعلق ہے۔ تو کیا ذمہ دار صاحب از سر نو تحقیقات کریں گے کہ اس شخص پر بعد میں قانونی اعتراضات تو نہیں ہوں گے؟

وزیر صحت :- ہم اس بارے میں دیکھیں گے۔ اس کے علاوہ اگر جنب اختلات کو یہ شک ہے کہ ماہرین سے صحیح رائے حاصل نہیں کی گئی ہے۔ تو آپ اس سلسلے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ جب ایک ایم ایس سی ہنگ انالٹ لگ سکتا ہے۔ تو سول انجینئر بھی لگ سکتا ہے؟

وزیر صحت :- اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ایکپرسن کی رائے یعنی پڑے گی

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ یونیورسٹیوں کے جن ماہرین کا ذکر کیا گیا ہے ان کے ایسی یونیورسٹیوں میں کیا عہدے ہیں۔ جنہوں نے مشرمانی کو سرٹیفکیٹ دیئے ہیں؟

وزیر صحت :- اس وقت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میرے پاس ضروری مواد موجود نہیں۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- یہ ضروری ہے کیونکہ اس سے متعلق سوال پوچھا گیا ہے۔

وزیر صحت :- معزز ذمہ داروں کے متعلق باقاعدہ اطلاع دی جائے گی۔ ان کی رائے سمجھ ان کے عہدوں کے ان کو دی جائے گا۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- بڑی بہر مانی! کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ اس مسئلہ پر جس پر کہ خان صاحب نے ضمنی سوال اٹھایا ہے کہ کیا وہ اس بارے میں لاء ڈیپارٹمنٹ سے رائے لیں گے۔ کہ یہ اپائنٹ منٹ کا کوئی طور پر صحیح ہے؟

وزیر صحت :- ان کا جواب دے دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں لاء ڈیپارٹمنٹ سے رائے لینے کے ضرورت ہی نہیں ہے ماہرین کی رائے موجود ہے۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- چونکہ یہ تقریر عارضی ہے اور اصلی تقریر تو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہوگا۔ اس لئے کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ وہ کب اس بارے میں کمیشن کو لکھیں گے؟

وزیر تعلیم :- جب موزوں وقت کمیشن کو کھانچا جائے گا۔

میاں سیف اللہ خان پراچہ :- اس انالسٹ کامیرے خیال میں آپ نے کافی دیر سے تقریر کیا ہے موزوں وقت تو صرف چند ماہ ہوتے ہیں اور اس کو کافی دیر ہو چکی ہے۔ اس عارضی تقریر کی کشمکش کو ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔ تو آپ پبلک سروس کمیشن کو refer کرینگے یہ موزوں وقت کب آئے گا آپ اس ایران میں ہیں نسلی دیں کہ ہم فلاں وقت اسے کمیشن کو refer کریں گے؟

وزیر تعلیم :- حکومت اس چیز کی پابند نہیں رہی ہے جب ہم مناسب سمجھیں گے تو اس کیس کو کمیشن کے پاس بھیجیں گے۔

مسٹر اسپیکر :- اگلا سوال

## بخش 106 میرجام غلام قادر خان

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بتائیں گے، کہ

۱۔ کونٹہ و قلات ڈویژن کے طلباء کو جو کراچی لاہور میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ماہوار کتنے وظیفہ ملتا ہے۔؟

۲۔ ڈویژن دار طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے؟

۳۔ ضلع داران طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے، جن کو وظیفہ ملتا ہے اور ان کو کیا ماہوار وظیفہ ملتا ہے؟

۴۔ ان طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے جو بیرونی ممالک میں تعلیم پا رہے ہیں اور ان کو کس قدر وظیفہ ملتا ہے۔؟

۵۔

### وزیر تعلیم

۱۔ ان طلباء کو بھی اسی ریٹ پر وظائف ملتا ہے جن کو بلوچستان میں پڑھنے والے طلباء کو دیئے جاتے ہیں۔

میزان	لڑکیاں	لڑکے	مجموعاً
260	52	208	کوئٹہ ڈویژن
244	5	239	قلات ڈویژن
175	43	132	کوئٹہ
23	4	19	سی
25	1	24	لورالائی
30	2	28	ٹوبہ
7	1	6	چاغی
74	3	71	قلات
74	-	74	مکھان
37	1	36	کچی

## ۵۔ تعداد 2

اس حکمہ کی طرف سے بیرون ملک تعلیم کے لئے کوئی وظیفہ نہیں دیا گیا۔

جام میر غلام قادر خان، کیا حکومت بتا سکے گی کہ کس وجہ سے ان طلباء کو محروم رکھا گیا

ہے۔ جو اس وقت بیرونی ممالک میں تعلیم پا رہے ہیں؟

وزیر تعلیم اور بیرون ملک طلباء کے لئے کوئی وظائف نہیں

جام میر غلام قادر خان، کیا حکومت آئندہ کے لئے کوشش کرے گی؟

وزیر تعلیم جی ہاں ہم کوشش کریں گے

خان عبدالصمد خان اچکزئی، کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ کو فارن حکومتوں کی طرف سے وظائف

offer ہوئے تھے جن کو آپ استعمال نہیں کر سکے؟

وزیر تعلیم جی نہیں اس سلسلے میں صرف بلوچستان کے لئے مخصوص وظیفے offer نہیں ہوئے

ہیں جو وظیفے ہوتے ہیں وہ سارے پاکستان کے لئے ہوتے ہیں اور ہم سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے نام پیش کریں۔ اس کا سلیکشن سٹرنے کرنا ہوتا ہے۔ جس میں بلوچستان کا تعلیمی معیار پت ہونے کی وجہ

سے نام سے نکلے رہ جاتے ہیں۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی، کیا یہ حقیقت ہے کہ آپ کے لئے اس لئے نہیں گئے تھے کہ وہ سلیکشن میں رہ

گئے تھے۔ بلکہ اس لئے بے گئے تھے کہ آپ کے ٹکے نے داخلہ حاصل کرنے کی ذمہ داری طلباء پر ڈالی تھی۔ خود ان کے لئے انتظام نہیں کیا تھا؟

**وزیر تعلیم** :- جناب بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہمیں انفارمیشن دہ سے پہنچتا ہے۔ تاہم گزرتی جاتی ہے۔ اور پھر دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ طلباء کو خود داخلہ لینے کا انتظام کرنا پڑتا ہے۔ پہلی کوشش یہ ہے۔ کہ ہم خود بیرونی ایجنسیوں کے ساتھ رابطہ قائم کریں اور اپنے لڑکوں کو داخلہ کرائیں۔ لیکن اس کی اجازت اب تک سینٹر نے نہیں دی ہے۔

**خان عبدالصمد خان ایگزیکٹو** :- کیا آپ مگر اس سے تسلی کرائیں گے کہ آپ کو وقت پر اطلاع ملے گی تاکہ طلبہ کے لئے انتظام کرنے کی سہولت ہو؟

**وزیر تعلیم** :- جی ہاں ہم اس سلسلے میں کوشش کریں گے۔

**مسٹر اسپیکر** :- اگلا سوال

**\* 110 میر حامد غلام قادر خان**

کیا وزیر صحت ازماہ کم بتلائیں گے کہ

- ۱۔ 70-71 میں کس قدر مالیت کی ادویات صلع سبیلہ کے ہسپتال اور ڈسپنسریوں کو دی گئیں؟
  - ۲۔ صلع سبیلہ کے ہسپتالوں کے لئے سالانہ کس قدر سائٹ (CONTINGENT) فنڈ میں سے دیا گیا؟
  - ۳۔ آیا حکومت 72-73 میں صلع سبیلہ میں نئے ہسپتال کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟
- اگر نہیں تو اس کی وجوہات۔

۴۔ کیا حکومت کے یہ علم ہیں ہے کہ صلع سبیلہ کے کبھی ہسپتال میں بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں؟

۵۔ کیا حکومت کے علم میں ہے کہ بیلہ ٹاؤن کے بول ہسپتال کی عمارت محکمہ فی اینڈ آر کی ہے تو یہی

کی وجہ سے گرنے کو ہے؟  
 ع۔ کیا حکومت کے علم میں ہے کہ بسبب یہ ہیں ہیلتھ سٹریٹجی سے کافی نقص ہے۔ ادویات کو  
 دکان چلانے کے لئے کافی پریشانی ہوتی ہے؟

وزیر صحت: ا۔ سال 71-1970 کے لئے کل 177/69688 روپے کی ادویات سپلائی ڈسٹرکٹ  
 بھیجی گئیں۔ ان میں ڈسپنسریوں کی ادویات بھی شامل ہیں۔ ڈسپنسریوں کی ادویات کی تقسیم کالوں۔  
 منظمی ناظم صحت پر منحصر ہے۔

ب۔ ضلع سپلائی ہسپتال کے لئے مندرجہ ذیل فنڈ دیا گیا ہے۔

لے - 2/2800/- برائے ڈسٹرکٹ ہیلتھ ایفیسر

لے - 4 41040 روپے برائے عدل، ہیلتھ سینٹر

بی 2 60940 روپے برائے ہسپتال اور سینٹریز

بی 1 28200 روپے برائے پبلک ہیلتھ سکول

بی 2 2600 برائے اپنی ڈیک اور ڈرگز

1- پنج جی ایس 1050- برائے ایم سی پنج سینٹر

کل = 136,330/- روپے

7۔ ایک نیا ورلڈ ہیلتھ سینٹر (بلیڈ) دوران مالی سال 73/1972 میں قائم ہونے کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے جس

کی منظوری پر عمل درآمد شروع کر دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں ترقیاتی پروگرام 73-1972 میں مندرجہ

ذیل مقامات پر وی جی سٹاف خازن کو منظوری بھی دی جا چکی ہے

1- میٹرا 2 گڈانی

3- رند 4 سکران

5 لیاری 6 دتھی

8۔ لیڈی ڈاکٹر کی شدید کمی کی وجہ سے ضلع بسبب میں کسی لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی نہیں ہو سکی۔

۵۔ موجودہ ہسپتال کی بلڈنگ کو بلوچستان صوبہ کے وجود میں آنے سے پہلے P.W.D یا کی اہل ادارے نے کبھی بھی سالانہ مرمت کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس وجہ سے عمارت قابل استعمال نہ ہونے کی وجہ سے ہسپتال کو ٹاؤن کمیٹی منتقل کیا گیا ہے۔ مزید برآں جون ۱۹۷۱ء میں جبکہ مالی سال ختم ہو رہا تھا۔ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی دالوں نے اس پرانی ہسپتال کی مرمت کے سلسلے میں سب سے پہلے چار دیواری کی مرمت شروع کی۔ تو محکمہ نے وقت کی کمی اور رقم کے ناچاٹرا ہسپتال کو لے کر بنا پر یہ کام بند کر دیا۔ اگر محکمہ مذکورہ اس پرانی عمارت کو قابل استعمال بنانے کے لئے اس کی باقاعدہ مرمت کرتے رہتے تو آج یہ عمارت اس طرح خستہ نہ ہوتی۔

ع۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ یہ منظر نقای آبادی کے نزدیک ٹاؤن کمیٹی کی ایک۔ عمارت میں واقع ہے۔ اس سنٹر کی مالکانہ کارکردگی کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں پر روزانہ علاج پانے والوں کی تعداد کافی ہے، مثلاً مارچ ۱۹۷۲ء میں صرفہ ٹاؤن اور پھول کی اوسط تعداد ۷۵ تھی

**جام میر غلام قادر خان** :- یہ بتایا گیا ہے کہ تمام لس پیلے کی ڈسپنسریوں کے لئے کاشنیشی میں ایک لاکھ چھتیس ہزار روپیہ منظور کیا گیا تھا۔ باب منظور کیا گیا ہے۔ تو اس کے لئے میں ایک مصدقہ چیز آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ جس کی تصدیق ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب بھی فرمائینگے کہ اس پورے ہسپتال کے اندر ایک ڈرپ سٹینڈ بھی نہیں ہے۔ تو کیا اتنی خیر رقم خرچ کرنے سے اس ہسپتال کے لئے ایک ڈرپ سٹینڈ بھی خرید گیا؟

**مذہب صحت** :- اس سلسلے میں یہ رقم دی گئی تھی۔ اگر وہاں ناچار طور پر خورد خورد ہو جائے تو اس کے ضلع وار ہم نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ پچھلی حکومت نے دی تھی۔ اور اس بارے میں ہم تحقیقات کریں گے۔

**جام میر غلام قادر خان** :- میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا حکومت کو یہ علم ہے کہ لس پیلہ ہیلتھ سنٹر شہر سے کافی دور ہے اور ستورات کو وہاں جانے کے لئے کافی پریشانی ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ محکمہ نے اپنے بچاؤ کے لئے یہ بیان دیا۔ اور جہاں تک مجبوری کا تعلق ہے تو وہ لوگ وہاں

تک جانے کے لئے مجبور ہیں۔

وزیرِ صحت۔ گذارش ہے کہ آئینہ بل نمبر کے کہنے کے مطابق اس کی تحقیقات کریں گے۔

مشرا سپیکر۔۔۔ مہم صاحب اگلا سوال پوچھنے دیں

121\* میاں سیف اللہ خان پراچہ۔

کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود بتائیں گے کہ۔

۱۔ آب رسانی کے ٹیوب ویلوں کی تعداد جو کوئٹہ میونسپلٹی کے زیرِ انتہام چلائے جا رہے ہیں بعد جبکہ

جہاں یہ ٹیوب ویل واقع ہیں

2 کل رقم جو کوئٹہ میونسپلٹی نے ان ٹیوب ویلوں پر لگائی ہے۔

3 1971ء کے دوران فی یوم گھنٹوں کی اوسط تعداد جن میں ٹیوب ویل چلا۔

4 1971ء میں ہر ٹیوب ویل نے فی یوم اوسطاً، کتنے گیلن پانی بہم پہنچایا؟

5 پانی کی یومیہ مطلوبہ مقدار کا تخمینہ دوران موسم گرمیوں کا۔

6 کوئٹہ سٹی کے لئے مزید آب رسانی کے سلسلے میں مزید ٹیوب ویل کھودنے کے لئے کیا اقدامات

کئے جا رہے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و گل خان نصیر

۱۔ کوئٹہ میونسپلٹی کے زیرِ انتہام صرف (6) ٹیوب ویل چل رہے ہیں، جو کہ ذیل مقامات پر ہیں۔

(۱) سید آباد ویل بارش روڈ (2) علی بہادر روڈ (3) ظفر پارک ویل (4) سیکرٹریٹ ویل

(5) کوادی روڈ (6) شالودہ

2۔ کل رقم مبلغ / 12,17,000 روپے۔

- 3- اللہ کے دربار میں یوم گھنٹوں کی اوسط تعداد جس میں محبوب ویل چلا۔ 13 گھنٹے 15 منٹ اور  
 4- 1971 میں فی یوب ویل نے فی یوم اوسطاً پانی بہم پہنچایا 202833 گیلن  
 5- موسم گرما میں شہر کی آبادی بڑھ کر تقریباً 2 لاکھ سے ڈھائی لاکھ تک ہوتی ہے۔ اگر 2 لاکھ افراد  
 کے لئے 2 لاکھ گیلن کم از کم پانی مہیا کیا جائے تو پچاس لاکھ گیلن پانی دسکار ہے۔  
 6- میونسپل کمیٹی نے تین نئے یوب ویل واقع جناح روڈ۔ اسٹیورٹ روڈ اور خدا داد روڈ پر تعمیر کئے  
 ہیں۔ جن پر تقریباً 3 لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔  
 اس کے علاوہ حکمہ انہار نے آٹھ یوب ویل لگائے ہیں جو اس وقت کام کر رہے ہیں ان کا  
 اخراج 22,30,000 گیلن ہے۔

میساں سیف اللہ خان پراچہ :- وزیر صاحب نے فرمایا کہ ایک یوب ویل فی یوم تقریباً 13  
 گھنٹے 15 منٹ چلا رہے۔ کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ 24 گھنٹے میں تیرہ گھنٹے کیوں چلا  
 رہے۔ جبکہ پانی کی اس قدر قلت ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود :- اس سلسلے میں آپ کو پھر جواب دیا جائے گا۔ یہ اس لئے  
 کہ مجھے صحیح معلومات نہیں

میساں سیف اللہ خان پراچہ :- اچھا کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ کوئی ایسا منصوبہ کوئٹہ  
 شہر کے لئے آپ کے زیر غور ہے۔ جس سے پانی کی مقدار بڑھائی جاسکے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ

و سماجی بہبود :- جی ہاں ایسی اسکیم زیر غور ہے۔ لیکن اس کی تفصیلات ابھی طے نہیں  
 ہوئیں

میساں سیف اللہ خان پراچہ :- وزیر صاحب کو تو معلوم ہے کہ پبلک ہیلتھ کے یوب ویل الگ

اور میونسپلٹی کے الگ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں محکمے آپ ہی کے پاس ہیں۔ اور یہ دونوں محکمے شہر کو پانی دے رہے ہیں تو کیا آپ اس تجویز پر غور کریں گے کہ یہ دونوں ایک ہی اجنسی کے سپرد کر دیئے جائیں۔ تاکہ کام مستعدی کے ساتھ چل سکے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ

وسما جی بہبود :- تجویز معقول ہے۔ اس پر سوچا جائے گا۔

میاں سیف اللہ خان ہلاجہ :- کیا وزیر صاحب کو یاد ہے۔ کہ کل کے جواب میں کہا گیا تھا کہ کچھ ٹیوب ویل بند ہیں اور کچھ ٹیوب ویلوں میں سے صاف پانی نہیں آ رہا ہے تو کیا وزیر صاحب اس تجویز پر غور کریں گے۔ کہ کوئٹہ شہر کو صبح پانی دینے کے لئے سب ٹیوب ویل صبح چلیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ

وسما جی بہبود :- یہ تجویز پہلے سے زیر غور ہے

مسٹر اسپیکر :- غیر نشان زدہ سوالات ایوان کی میز پر رکھے جائیں

وزیر بنیادی جمہوریت

(سید گلے خان نصیر)

لوکل گورنمنٹ وسما جی بہبود

غیر نشان زدہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

**غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات**

## 13۔ میاں سیف اللہ خان پرپاچہ

- کیا وزیر بنیادی جمہوریت لوکل گورنمنٹ دسمباجی بہبود امداد کم بتائیں گے کہ۔
- 1۔ سال 1971ء میں کوئٹہ میونسپلٹی نے کتنی رقم سڑکوں کی مرمت پر خرچ کی؟
  - 2۔ ان مرتبوں کی تفصیل و مقامات جہاں یہ مرمت شدہ سڑکیں واقع ہیں۔

### جواب 1۔ وزیر بنیادی جمہوریت لوکل گورنمنٹ وہماچی بہبود

- 1۔ سال 1971 میں تقریباً 197500 روپے خرچ ہوئے
- 2۔ تفصیل مرمت مندرجہ ذیل ہے۔

- 1۔ شارع عدالت سرکلر روڈ سے شارع اقبال تک 900 فٹ
- 2۔ ملک پیر محمد روڈ قلات سٹریٹ و منول جان روڈ سے میل روڈ 2133 فٹ
- 3۔ لوہاری محلہ روڈ فتح خان روڈ سے 1087 فٹ
- 4۔ سدرج گنج بازار مشن روڈ سے سرکلر روڈ تک 2145 فٹ
- 5۔ سرکلر روڈ میزبان مارکیٹ تا جناح روڈ 2532 فٹ
- 6۔ مسجد روڈ تا جامع مسجد 2850 فٹ
- 7۔ کانسٹیبل روڈ تا شارع لیاقت 4644 فٹ
- 8۔ فٹ پانچہ جناح روڈ، امداد ہوسٹل تا کراٹنگ پٹیل روڈ 1376 فٹ
- 9۔ فٹ پانچہ پٹیل روڈ شاہدک شا روڈ تا کالج 1600 فٹ
- 10۔ فٹ پانچہ گردشاؤن ہال 2281 فٹ
- 11۔ شالیدہ روڈ کانسٹیبل روڈ کے پیچھے 2304 فٹ
- 12۔ ٹاؤن ہسٹنگ گراؤنڈ روڈ 3555 فٹ
- 13۔ فٹ پانچہ پرنس روڈ 462 فٹ
- 14۔ فٹ پانچہ جم خانہ روڈ 545 فٹ

## 14- میاں سیف اللہ خان پراچہ

- کیا دندہ بنیادی جھوپڑ لاکل گورنمنٹ — دس سماجی بہبود اشداء کرم تہائیں گے ہر
- ۱۔ کہ سال ۱۹۷۱ء میں گوڈرہ میونسپلٹی نے ٹائیلوں کی مرمت پر کتنی رقم خرچ کی؟
- ۲۔ ان مرمتوں کی تفصیل و مقامات جہاں یہ مرمتیں کی گئی ہیں۔

جواب: ۱۔ سال ۱۹۷۱ء میں میونسپلٹی نے ٹائیلوں کی مرمت اور تعمیر پر ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ کئے۔

۲۔ ۲۰ کھنٹی کیٹی کے ۱۰ میں ٹائیلوں کی مرمت پر جن کا تخمینہ ۱۳۵۵۰ روپے ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ علی بھائی روڈ، مارون روڈ، تھانہ روڈ، سفی روڈ، اینگل روڈ، علی پاد روڈ۔

۲۔ کھنٹی ۱۰ میں ٹائیلوں کی تعمیر پر جن کا تخمینہ ۱۵۱۵۰ روپے ہے کی تفصیل ذیل ہے۔

معین الدین سٹریٹ، طاہرہ جناح روڈ، پرنس روڈ، بلدیہ روڈ، خوب چند روڈ

۳۔ کھنٹی ۱۰ میں ٹائیلوں کی تعمیر پر جن کا تخمینہ ۲۸۳۰۰ روپے ہے کی تفصیل ذیل ہے۔

فیروز محمد برج ۶۰۰ فٹ پائپ ۱۵ قطر ملحقہ گلیاں فقیر محمد روڈ، گلیاں پیر الہ انجروڈ

۴۔ کھنٹی ۱۰ میں ٹائیلوں پر ۱۷۴۰۰ روپے لاگت آنے جن کی تفصیل ذیل ہے۔

پیر محمد روڈ، کچی آبادی، قبرستان روڈ، سید آباد روڈ، امام باڑہ گلیاں

۵۔ کھنٹی ۱۰ میں ٹائیلوں پر خرچہ ۲۳۸۰۰ روپے ہے کی تفصیل ذیل ہے۔

غلامی روڈ، کانسٹی روڈ، ملحقہ گلیاں، بلوچی سٹریٹ۔

۶۔ کھنٹی ۱۰ میں ٹائیلوں پر خرچہ ۲۳۲۵۰ روپے خرچ ہونے کی تفصیل ذیل ہے۔

کلی دیہ، ملحقہ گلیاں، فقیر آباد، آسٹرم روڈ، چل روڈ، نزد بارنس روڈ پر دو گلیاں

۷۔ کھنٹی ۱۰ پر ۸۱۰۰ روپے خرچ آنے جن کی تفصیل ذیل ہے۔

ٹائمر روڈ، ڈیو میں روڈ، سعید احمد روڈ، نرسی روڈ، بارنس روڈ پر دو گلیاں

۸۔ کھنٹی ۱۰ پر لاگت ۱۵۵۰۰ روپے کی تفصیل ذیل ہے۔

شاعر الگھلائی سیوارت روڈ، سرکی روڈ، کراچی روڈ، جان محمد روڈ، جناح روڈ، از کوہری روڈ، شیخو روڈ

## 16. میاں سیف اللہ خان پرلپھ

کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ:-

- 1- یکم جنوری 1972ء تک ڈاکٹروں کی کل تعداد کیا تھی، جو سول ہسپتال کوئٹہ میں کام پر تھے؟
- 2- مریمینوں کی کل تعداد جن کا سال 1971ء میں علاج کیا گیا۔
- 3- ان دونوں کی رقم روپوں میں (جو سال 1971ء میں مریمینوں کو مفت استعمال کرائی گئیں۔

جواب: وزیر صحت

کل ڈاکٹر میڈیکل پریکٹس سرجن فزیسیئن ڈیپارٹمنٹ ریڈیو لاسٹ اولیپٹس جونیئر کلاس ڈاکٹرز مرزا

مرد عورت

26 (1) 26 2 2 1 1 1 1 13 5 26

4- 118775  
127725 8952  
67946/56 روپیے

20- میاں سیف اللہ خان پرلپھ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بتائیں گے کہ اس زمینی زمین کا منافع حاصل کیا ہے جو بہری پانی، کاربنوں، ٹیوب ویلوں اور بارش کے پانی کے ذریعہ چھاب برائے کی بنیاد پر منافع حاصل کیا گیا ہے۔

جواب

زرعی زمین کا رقبہ					
نام منافع	بہری	کاربنات	ٹیوب ویل	بارش و باران	(د)
تلات	x	2511	8266	17674	
خانان	x	798	639	7503	
سبیل	x	x	1000	283796	
مکان	x	5774	40	7956	

	739942	3959	76346	136582	پچی
	4210	1946	23052	۸	تھب
بھوشول 1409 ایکڑ چابی	204574	3571	74906	16453	ورالائی
	34663	10	5866	540891	سی
بھوشول 142 ایکڑ چابی	36920	2617	1885	931	چائی
بھوشول 1965 ایکڑ چابی	280516	18556	95879	18452	کوٹہ
	16,17,754	40,604	2,86,999	7,63,315	میزان

نام ضلع	کل مالیہ وصول کیا گیا
تلات	2166631-
خاران	65616102
سید	103770/79
مکران	1333801-
پچی	485988/75
تھب	116958/43
ورالائی	392249/91
سی	1642995/35
چائی	18876/90
کوٹہ	224575/50
میزان	3401074/65

2

**Leader of the Opposition (Sardar Ghose Bahadur Rana)**

Sir, I beg to move that the House should be adjourned to meet again to discuss the demonstration against the failure of Provincial Government to provide relief to the flood victims on 26th, in Quetta City because it is the liability of the Govt. to give relief to the people.

**Leader of the House:-**

Has any formal notice been given for this adjournment Motion?

**Leader of the Opposition:-**

Ho. I have not given any notice, but this is an emergency.

اس کے لئے تو روز میں کوئی گنجائش نہیں  
مستراسیکر

**Leader of the House:-**

Sir, it is a tradition, as far as the Leader of the Opposition's verbal motion is concerned I think the person has heard it. But as far as rules are concerned I don't think so.

**Jam Mir Ghulam Qadir Khan:-**

Sir, as far as the central Govt. is concerned, it has promised with the Provincial Govt. to send relief for the flood victims, and I hope Govt. will announce something about it. So we should have some regard for the Honourable member as Central Minister.

**Leader of the House:-**

I accept the Honourable Member and the Leader of the opposition as a member in this house at least and to be as a representative of Centre.

Leader of the Opposition:-

No, as a member of this house.

مسٹر اسپیکر۔۔ اس تحریک التوار کے لئے رسمی نوٹس ضروری ہے چونکہ ایسا نہیں کیا گیا اس لئے ہم اسے قبول نہیں کر سکتے

Leader of the Opposition:-

I have not given any formal notice for this SR.

مولوی محمد حسن شاہ۔۔ جناب اسپیکر! میں اپنی قوم کے مطالبات پیش کروں گا۔

مسٹر اسپیکر۔۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ہم نے ابھی بہت کام کرنے ہیں۔ کل بھی تو آپ نے مطالبات پیش کئے تھے

میاں سیف اللہ خان پیراچہ۔۔ جناب اسپیکر! ان کو اجازت دے دیں۔ صرف پانچ منٹ ہی تو ان کا مطالبہ ہے۔

مولوی محمد حسن شاہ۔۔ آپ لوگ خود تین تین چار چار گھنٹے بات کرتے ہیں اور مجھے بات کرنے نہیں دیتے (میاں سیف اللہ خان پیراچہ سے مخاطب ہو کر)

میاں سیف اللہ خان بریلوی۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ آپ کو موقع ملنا چاہیے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی، جناب اسپیکر!

کل آپ نے مجھے اجازت دی تھی کہ میں ذاتی وضاحت پیش کروں۔

مسٹر اسپیکر۔ جی ہاں!

خان عبدالصمد خان اچکزئی، کل لیڈر آف دی ہاؤس نے اپنی جوابی تقریر میں میرے

متعلق کچھ ایسی باتیں کہیں جن سے مجھے اندیشہ ہے کہ میرے متعلق کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں گی۔ خصوصاً اس لئے کہ ان کے پاس فتویٰ دینے والے مولوی صاحبان بھی موجود ہیں۔ اور وہ فتویٰ بھی دے گئے۔

لیڈر آف دی ہاؤس نے میرے معاشرتی خیالات کے متعلق اور اس بات کے متعلق کہ مجھے کس قسم کا قانونی نظام پسند ہے، کچھ باتیں کہیں جس پر مولانا صاحب نے فتویٰ دیا کہ ماں عبدالصمد شریعت کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ سنت کو نہیں مانتے ہیں۔ میں.....

قائد ایوان۔ جناب اس میں زیادہ سے زیادہ معزز ممبر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو الزام ان پر لگایا

گیا ہے۔ وہ غلط ہے۔ اگر اس کو موضوع گفتگو بنا کر اس پر بحث کرنا چاہیں تو یہ رولز کے مطابق نہیں ہوگا۔ ذاتی وضاحت کے نام پر کسی بھی ممبر کا reference دیا جاتا ہے۔ اور اس کو بہانہ بنا کر اگر کوئی اچھی خاصی بحث شروع کر دیں تو پھر ایوان کا وقت اسی میں ختم ہو جائے گا۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نہیں جناب میں سداں ہوں اور ان کی اس بات کو ہم مان لیں گے۔ یہ کافی مضبوط ہوگا

عبدالصمد خان اچکزئی۔ میں نے تو بحث کی کوئی بات نہیں کی ہے صرف یہ کہا کہ یہ واقعہ ہوا

تھا۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میرا ایمان قرآن شریف پر ہے اور کسی مسلمان کے ایمان کے لئے قرآن شریف پر ایمان کافی ہے۔ اُس کے بعد کی تصنیف کردہ کتاب پر ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔

دوسری بات جو سردار صاحب نے کہی وہ یہ تھی۔ کہ عبدالصمد فلاں فلاں سسٹم کو نہیں مانتا ہے۔ یہ شاید اتار کی اور لاقانونیت لانا چاہتا ہے۔ حالانکہ سردار صاحب جس عقیدہ کو ملتے ہیں یا اُن سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اُس کا آخری درجہ ہی اتار کی ہے۔ اور میں لاقانونیت کا نہ کبھی طرفدار رہا ہوں اور نہ ہوں

سٹرا سپیکر  
اب وزیر خزانہ مطالبات زر پیش کرینگے۔

**Finance Minister (Mr. Ahmad Nawaz Bugti) :-**

Mr. Speaker Sir, I now move that a sum not exceeding Rs. 15,27,020/—be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending 30th. June, 1972 in respect of "7-Land Revenue"

سٹرا سپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 15,27,020 سے تجاوز نہ ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال محتملہ 3 جون 1972ء کے دوران سلسلہ 7۔ مالہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔ اس پر ایک "کٹ موشن" جام میر غلام قادر خان کا ہے۔

جام میر غلام قادر خان۔ جناب دارالائین یہ "کٹ موشن" پیش کرتا ہوں کہ

15,27,020 روپے کے کل مطالبہ زر سلسلہ 7۔ مالہ اراضی میں بقدر 15,27,019 روپے کٹتینف کی جائے۔

مسٹر اسپیکر :- کٹ موٹن یہ ہے کہ 15, 27, 20 روپے کے کل مطالبہ زندہ بلسلہ  
7۔ مالیه اراضی میں بقدرہ 15, 27, 019/۴ روپے کی تخفیف کی جائے

جام میسر غلام قادر خان :- اس سلسلے میں میں چند ضروری باتوں کی طرف حکومت کی  
توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ سوال نمبر 20 کے جواب میں جو کہ یہاں سیف اللہ خان  
کو دیا گیا ہے۔ اس میں تمام علاقوں کی تفصیل موجود ہے اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ بلوچستان  
کے لوگ کتنی محنت سے کاشت کاری کرتے ہیں۔ خاص طور پر وہ علاقے جہاں پر لوگ بارش  
کے پانی سے کاشت کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بلوچستان کا زیادہ تر حصہ خشک  
ہے۔ حکومت نے مالیه میں تخفیف کر کے بڑی ہیرانی کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس سے  
عوام کو کچھ فائدہ پہنچے گا۔ لیکن میرے خیال میں اگر مالیه کا نظام پورے بلوچستان میں  
یکساں ہو تو بہتر ہے۔ حالانکہ یہ صحیح ہے۔ کہ حالات کا کچھ فرق ہوتا ہے۔ لیکن یہاں کوئی  
خاص فرق نہیں ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ لس بیلہ میں ہمیشہ پٹواریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ  
جب سیلنٹ کا کام ختم ہوتا ہے تو پٹواریوں کو وہاں سے جانا پڑتا ہے اور بیماریوں کو دفنوں کا  
چکر لگانا پڑتا ہے۔ تو کیا حکومت ان پٹواریوں کے لئے بھی کوئی ایسا مستقل طریقہ کار اختیار  
کرے گی۔ تاکہ آئندہ کے لئے ان مشکلات سے نجات مل سکے۔ اس کے علاوہ کاشت کاروں  
کے لئے میں حکومت خود بھی عذر کر رہی ہے مجھے لگتا ہے کہ اس بارے میں حکومت ایسی پالیسی بنائے  
گی۔ جس سے کاشتکاروں کو ان کا حق مل سکے۔

میاں سیف اللہ خان پہاچہ :- جناب اسپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس معزز  
ایوان کا زیادہ وقت نہیں ہوں گا۔  
مگر یہ ضرور کہوں گا۔ سینڈریونیوں کے سلسلے میں دوسرے صوبوں میں مثال کے طور

ہے ہمارے صوبے کے اندر وزیر خزانہ کی طرف سے دی گئی تفصیل کے مطابق لینڈ ریونیو کی آمدنی 34,85,000 روپے ہے اسکے برعکس اخراجات 15,27,000 روپے ہیں۔

اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ لینڈ ریونیو کی سب سے زیادہ آمدنی ضلع سہی سے حاصل ہو رہی۔ یعنی 16,43,000 روپے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نہری زمینیں ہیں اور اب پٹ فیڈ کا بھی بہتر کام بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کچھی سے آمدنی 4,86,000 روپے ہے اور دیگر اضلاع کی بھی نسبتاً کم ہے۔ مثلاً ضلع لورالائی کی آمدنی 3,92,000 روپے ہے۔ یہ تین اضلاع اس لحاظ سے زیادہ آمدنی والے ہیں اور اس کے مقابلے میں کم آمدنی والے اضلاع بھی ہیں۔ جن میں خاران کی آمدنی صرف 65,000 اور فلوات کی 2,16,000 اور اسی طرح کوٹہ کی آمدنی 2,45,000 روپے لینڈ ریونیو کی مد میں اتنی تھوڑی آمدنی کے پیش نظر ہمیں ریونیوسٹاف کے اخراجات کو بھی کم کرنا چاہیے۔ یہ صوبہ اتنے زیادہ اخراجات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ پندرہ لاکھ کے برعکس آمدنی چونتیس لاکھ ہے مگر یہ آمدنی ہر صوبے کی بنک بون ہوتی ہے۔ اور اب جب کہ پٹ فیڈ بھی آرٹ ہے۔ اور آمدنی بڑھے گی مگر ہمیں اس کے ساتھ ساتھ کفایت شعاری بھی کرنا چاہیے۔ اور سٹاف کو کم کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارا ریونیوسٹاف بہت زیادہ ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت اس سلسلے میں ایک سلسلہ وار پروگرام بنائے گی۔ کیونکہ ایک سال میں تو یہ کم نہیں ہو سکتا جیسا کہ قائد ایوان نے اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا۔ کہ وہ دو کٹریوں کو ختم کرینگے۔ اس طرح امید رکھتا ہوں کہ ایک مرحلہ وار پروگرام بنائیں گے۔ جس کے تحت یہ اخراجات کم ہو سکیں گے۔

## خان عبدالصمد خان اچکزئی

۱۔ ریونیو کے متعلق میں وزیر صاحب کے علم میں کچھ ٹیکنیکل باتیں لانا چاہتا ہوں۔ جن پر مجھے امید ہے کہ وہ غور کریں گے۔ دوسرے صوبوں میں ریونیو کے ساتھ آبیانہ نہروں سے وصول کیا جاتا ہے اور ان نہروں کو چلانا، جاری رکھنا اور مرمت

وغیرہ کرنا گورنمنٹ کی BINDING RESPONSIBILITY ہوتی ہے۔ ان میں اگر کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی مرمت پر خرچ کو خیرات نہیں سمجھا جاتا، اس کی مرمت کو امریکن گنڈم کی رقم پر نہیں ڈالا جاسکتا۔ بلکہ گورنمنٹ اس بات کے لئے مجبور ہوتی ہے کہ وہ اس نظام کو درست کرے اور درست رکھے۔ یہاں ہمارے آبپاشی کا سب سے بڑا ذریعہ کارینات ہیں۔ ان پر مالیرہ تو وصول ہوتا ہے۔ لیکن ان کی مرمت اور ان کا جاری رکھنا گورنمنٹ اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی۔ خیرات کے طور پر اگر زمینداروں نے کچھ مانگا، درخواستیں دیں، مٹھائیاں کھلائیں، تو کچھ رقم عنایت کی جاتی ہے۔ ورنہ نہیں اس وقت قلعہ عبداللہ میں واقع غالباً سوپے کی سب سے بڑی کارینہ، جس سے چار سے چھ کیوسک پانی برآمد ہوتا تھا۔ یہ کالین کئی سالوں سے بند پڑی ہے۔ اس کارینہ پر کم از کم ایک لاکھ غریب آدمیوں کا گزارہ ہوتا تھا۔ اس پر کام کرنے کے لئے باہر سے لوگوں کو بلایا جاتا تھا کہ اس پر کاشت کیا جاسکے۔ اس قسم کی کئی کارینیں ہیں۔ اگر آپ نے ان پر زمینداروں سے مالیرہ لینا ہے۔ اور زمینداروں سے پورے پورے کی خوش میں کرائی ہیں تو اس کی مرمت بھی قبول کریں۔ یا اس روایتی بڑھیا کی طرح جس نے سکندر اعظم کو کہا تھا کہ اگر ملک نہیں سنبھال سکتے تو چھوڑ دو۔ اسی طرح اگر ان کارینوں کے ذمہ داری نہیں سنبھال سکتے ہو تو کم از کم ان پستے مالیرہ تو ہٹا دو۔ اور زمینداروں کو ریونیو سٹاف کے ظلم سے تو آزاد کر دو۔

دوسری بات جو میں وزیر صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ریونیو سٹاف کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ ہر سال گروادی کے بعد وہ ہر گاؤں میں جا کر جمع ہیں۔ صحت اشغال کی کارروائی کرتے ہیں۔ جس سے مقدمہ بازی ختم ہوتی ہے۔ ہر سال اگر موقعہ پر یہ زمینداروں کی موجودگی میں انہیں یہ بتایا جائے کہ فلاں زمین کس کسے اور کس کی نہیں ہے۔ اور اگر ریکارڈ کو صحیح رکھا جائے تو ظاہر ہے کہ معذرات اگر بالکل ختم نہیں ہوتے تو پچاس فیصدی تو ختم ہو جائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نصیر آباد کا تو مجھے علم نہیں ہے۔ کیونکہ وہاں خرابہ وغیرہ کے سلسلے میں بٹا لین دین ہوتا ہے۔ یہ بڑا مفید کام ہے اس کے علاوہ بلوچستان کے کسی علاقے میں یہ مفید کام ہمارا ریونیو سٹاف سرانجام نہیں

دیتا۔ جیسے کہ میاں سیف اللہ خان نے اعتراض کیا اساتذہ زیادہ سے گھر در حقیقت اسکا  
 بہت کم ہے۔ کیونکہ یہاں ریونیو اساتذہ سے صرف ریونیو کا کام نہیں لیا جاتا۔ یہاں کا نائب  
 تحصیلدار دو دو سو میل کے رقبے میں پھیلی ہوئی تحصیل یا سب تحصیل کے امن کا بھی ذمہ دار ہوتا  
 ہے۔ معذرت کا بھی فیصلہ کرتا ہے۔ اور ان سرائے ہالہ کے استقبال اور ان کے آرام و آسائش  
 کے لئے بھی وقت نکالتا ہے۔ اس لئے وہ ریونیو کا کام شاید اوسطاً مہینہ دو دن بھی نہیں  
 کرتا باقی ایام CENTRALIZATION OF POWER کی وجہ سے دوسری چیزوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ  
 یہ سلسلہ نائب تحصیلدار سے لے کر تحصیلدار لے۔ سی بلکہ ڈی۔ سی تک پہنچ جاتا ہے اس  
 لئے ریونیو اساتذہ نے اپنی اصل ڈیوٹی چھوڑ دی ہے اور ناگزیر نقص کی وجہ سے انہیں صبر  
 نہیں ملتی ہے۔ چونکہ ریونیو اساتذہ کے ذمے علاقے کے امن کا بھی انتظام ہوتا ہے تو  
 غالباً مجھے اجازت ہوگی کہ ایک تازہ واقعہ اس الجوان کے سامنے پیش کر دوں جس کا تعلق نواب  
 سے ہے۔ لیکن یہاں چونکہ ریونیو اساتذہ بھی اس کا ذمہ دار ہوتا ہے تو اس کا ذکر لے جانہ ہوگا۔  
 یہ ایک آدمی کا خط ہے۔ جو پھٹ پٹ سے 27 روپوں کو لکھا گیا ہے اور جو ایک ہفتہ پیشتر  
 کا واقعہ ہے کہ جتن بٹی کے مقام پر چند ڈاکوؤں نے محمد اسحاق نامی ایک شخص کی سا فرانس  
 کو لوٹنے کے اس کے ہزاروں روپے کے ٹاشرنا کارہ کر دیئے اور بس کے شیٹوں کو نقصان  
 پہنچایا۔ پھٹ کر لے کر پورے نے مجرموں کے خلاف کارروائی کرنے کے بجائے بس کے  
 مالک سے اخراجات کے لئے ایک ہزار روپے کا مطالبہ کیا۔ بس کے مالک نے انکار کیا  
 نتیجہ کے طور پر بس مالک کی ذاتی کوششوں سے دو مجرم گرفتار ہوئے لیکن پولیس نے تفتیش  
 کا رخ لیا اختیار کیا کہ بجائے اس کے کہ مزید ڈاکو گرفتار کئے جاتے، ڈپٹی کمشنر نے ناکافی پور  
 کی وجہ سے ان دو ملزموں کو بھی ضمانت پر رہا کر دیا۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب بھی سی میں ایک  
 وزیر کی سفارش پر گئے ہیں۔ وہ بھی آگے چل کر لازماً سفارشوں کو مد نظر رکھیں گے یہاں  
 یہ بنانا ضروری ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے اب تک تفتیش چل رہی تھی۔ کیا امن قائم کرنے  
 کے لئے اس قسم کے اقدامات مناسب ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں مگر انہوں نے میاں سیف اللہ  
 خان پر اچھہ ایک رقم دیا کہ تحصیلداروں کی تنخواہیں جو ڈیپلٹیشنل اکاؤنٹ یا پولیس اکاؤنٹ میں

کیوں نہیں جاتیں۔ کیونکہ وہی ریونیو آفیسر وہاں پولیس کے بھی اسپتالز ہوتے ہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا درجہ دوم اور سوم کے مجسٹریٹ بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمارے حکومت کو یہ سوچنا چاہیے کہ ان کی تنخواہیں کس طرح وصول کی جائیں اور ان کو کس طرح ان زائد فرائض سے نجات دلائی جائے تاکہ وہ اپنے اصلی فرائض سرانجام دے سکیں اور اپنی کارکردگی کو بڑھا سکیں اس وقت یہ کبھی راشن کارڈ بنانے میں مصروف ہوتے ہیں کبھی کسی ڈاکے یا مقدمے کی تفتیش میں ہفتے گزار دیتے ہیں۔ ریونیو کا کام برسی طرح متاثر ہو رہا ہے۔ یہ بہت اہم محکمہ ہے اس پر صحیح طریقے سے غور کرنا چاہیے۔ ان کی ذمہ داری، رسالہ لیویز، عہدہ لیویز وغیرہ کو منتقل کر کے اس کا انتظام کیا جائے اور ان کو اس سے نجات دلائی جائے تاکہ ذمہ داری بھی ہو۔ اس وقت آپ کسی بھی ریونیو آفیسر سے بلجیٹس۔ تو جیسے ایک روایتی انجینئر کے متعلق مجھے صوبے کے ایک افسر نے بتایا کہ چونکہ اس کا ہیڈ کوارٹر سکھر میں ہے اور ڈیوٹی چین سے چل رہا ہے تک ہے تو اس نے مجھے کہا کہ میں چھ مہینے سے یہ کوشش کر رہا ہوں کہ اس انجینئر سے رابطہ پیدا کروں۔ لیکن بہت کوشش کے باوجود اسے CONTACT نہیں کر سکا۔ جب کبھی میں اسے بلاتا ہوں یا تار دیتا ہوں تو جواب آتا ہے کہ وہ تو اب شاہ گئے ہیں، جب تو اب شاہ میں پوچھتا ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ وہ چین کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔

اب کبھی بھی معاملے میں کسی بھی ریونیو افسر سے پوچھیں تو اس کے پاس اٹھانہ جو اہل ہونگے کہے گا کہ صاحب میں کیا کروں میں تو اسمگلنگ کے انداز کے لئے گیا تھا۔ میں تو فلاں مقدمے کے لئے گیا تھا۔ میں نے فلاں کام کیا۔ اختیارات کے ارتکاز سے بہت بڑی ترقی پیدا ہو گئی ہے۔ امید ہے حکومت اس مسئلے پر غور کرے گی

**قائد حشر باختران (سردار عتوش بخش ریسانی)**۔ جناب اسپیکر۔ ریونیو کے شے پر ہم دیکھ

رہے ہیں کہ 34 لاکھ آمدنی ہے شاید 34 لاکھ سے بھی کم ہو جائے اور خرچ 15 لاکھ روپے ہیں۔ جن میں 12 ایکڑ پر مالیہ کی معافی دی گئی ہے۔ تو میرے خیال میں بلوچستان ایسا خشک علاقہ ہے کہ 12 ایکڑ کوئی کاشت نہیں کر سکتا۔ بہت کم ایسے لوگ ہوں گے۔ جن کے پاس 12 ایکڑ

زمین جو اس سے لوگوں کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچا۔ تو جہاں 34 لاکھ آمدن ہے اور 15 لاکھ اُس کے ترح کرنے کے اخراجات ہیں۔ تو بہتر تو یہ تھا کہ یہ باقی رقم بھی لوگوں کو معاف کر دی جاتی تمام دُنیا کو بتہ ہے کہ زراعت پیشہ لوگوں کو امداد دی جاتی ہے تاکہ زراعت ترقی کرے تو ہندوہ لاکھ کمزوروں روپے کے بھٹ میں کچھ نہیں اور بہتر یہ ہوتا کہ یہ رقم بھی لوگوں کو معاف کر دی جاتی۔ تاکہ لوگ زراعت کو ترقی دے سکتے۔ یہاں سب سے زیادہ آمدن سی صلح کی دکھائی گئی ہے لیکن اس صلح میں سب سے زیادہ صرف نصیر آباد کا علاقہ اور شاید ہرنائی اور تحصیل سی کے ایک حصے سے تقریباً 1 لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس دہاں کے سپیشل ایریا سے حکومت کو ایک پیسے کی آمدنی نہیں ہوتی اب جبکہ دہاں ترقی ٹیکس بھی ختم کر دیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دہاں کے لوگ ہر قسم کے ٹیکس دینے سے آزاد ہو گئے ہیں۔ یہ چھوٹ اس لئے دی گئی کہ دہاں کے لوگ سوائے بیڑ بکری کے اور پیشہ کرتے ہی نہیں اس طرح وہ اس صوبے کی ترقی میں کسی قسم کے مالی CONTRIBUTION سے جان بوجھ کر محروم کر دئے گئے۔ رچوٹکے ہمیں پتہ ہے کہ ہائے صوبے کا 95% حصہ بخر ہے اور اس پر مال چرائی کے بغیر اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس پر نہایت ہی مزدوری ہے۔ کہ اس پر ٹیکس بھی لگایا جائے۔ اگر کاشت کاری پر مالیہ لیا جاتا ہے تو مال چرائی کرنے والوں پر بھی عفوڑا بہت ٹیکس ہونا چاہیے۔ لیکن سپیشل ایریا کی وجہ سے سب کو معاف کر دیا گیا۔

مالیہ اور اس کی وصولی کے ہائے ہاں کئی طریقے ہیں ایک تو مستقل مالیہ ہے دوسرا وہ جس کو پٹاری جا کر حصص کرتا ہے۔ اس طرح ہر ضلع میں تقریباً اس کے مختلف طریقے ہیں۔ مستقل مالیہ میں بہت بڑا نقص ہے وہ اس طرح کہ ٹوب و بلڈ کی وجہ سے آج کل کاربڑات سوکھ رہے ہیں چٹھے بھی ختم ہو رہے ہیں لیکن اس کے باوجود کاشت کاروں کو مجدداً مالیہ دہی دینا پڑتا ہے جب کہ کاربڑات نہیں سوکھے تھے۔ کیونکہ معافی دینا ایک بہت لمبا چوڑا چکر ہوتا ہے۔ اور عموماً جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا جو محکمہ مال کے افسران پولیس کا کام بھی کرتے ہیں۔ اور محکمہ ریٹ کے کام بھی وہی کتے ہیں۔ اور اُن کو اتنی فرصت نہیں ملتی کہ کوئی آدمی اُن کے پاس جا کر درخواست دے کہ میری کاربڑا سوکھ گئی ہے اور آپ آکر دیکھ

کریں اور مالیہ معاف کریں تو ایسے بہت سے لوگ ہیں۔ جن کی کارپزات سُوکھ گئی ہیں۔ مگر اس کے باوجود پھر بھی مالیہ ادا کرتے ہیں۔ تو اس معاملے پر بھی حکومت کو غور کرنا چاہیے۔

اس پیلہ کا جو رلیونیو اسٹان ہے۔ اب اُسے اور زیادہ کام کرنا پڑے گا۔ کیونکہ پہلے وہاں امن کے لئے پولیس کا کافی عملہ موجود تھا۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں سے پولیس ہٹا دی گئی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہاں پر یقیناً رلیونیو کے عملے کو اور زیادہ بڑھایا جائے گا۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ اخراجات ہندہ لاکھ سے بھی تجاوز کر جائیں گے۔ میرے خیال میں بجٹ میں یہ ایک بڑا نقص ہے۔ اور میں دوبارہ یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں پر آپ کر ڈیڑوں روپے بلوچستان کے لئے خرچ کر سکتے ہیں۔ وہاں یہ مالیہ کی رقم بھی معاف کریں۔ جس طرح کہ آپ نے مرزی اور ترقی ٹیکس معاف کیا اس طرح مالیہ بھی معاف کر دیں تاکہ زراعت کو ترقی کرنے کا موقع ملے۔ اور وہ عملہ جو مالیہ وصول کرتا ہے اُسے آپ امن کے لئے اور دوسرے ضروری کاموں کے لئے چھوڑ دیں تاکہ وہ اپنے دوسرے فرائض بخوبی انجام دے سکیں۔

**وزیر تعلیم** :- جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان میں زراعت نے اتنی ترقی نہیں کی ہے۔ جتنی کہ دوسرے صوبوں میں... ترقی کی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان میں آب پاشی کی سخت قلت ہے۔ زیادہ حصہ اراٹھی کا بارانی ہے اور بارشیں بھی بہت کم ہوتی ہیں۔ لہذا یہاں پر جیسے کہ کہا گیا ہے یہ حکومت صحیح اور محسوس بنیادوں پر زرعی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ جن میں سے ایک کارپزات کا سلسلہ ہے۔ جس کا ذکر جناب خالصاحب نے بھی کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان میں زرعی پیداوار کا زیادہ تہہ داووددار کارپزات پر ہے۔ اور کارپزات کی ترقی سے ہی یہاں کی زرعی پیداوار بڑھ سکتی ہے۔ لیکن خان صاحب نے حلیا کہ نہری آب پاشی کا ذکر فرمایا اور کہا کہ چونکہ نہروں سے آب پاشی ہوتی ہے اور گورنمنٹ آبیانہ لیتی ہے۔ اور نہروں کے اخراجات اور مرمت وغیرہ حکومت کے ذمہ ہوتی ہے۔ لیکن بلوچستان میں کارپزات کے لئے یہ چیز ممکن نہیں یہ صحیح ہے۔ کہ نہروں سے

بہت کثیر آمدنی ہوتی ہے۔ اور حکومت کو کروڑوں روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ لیکن تمام کامیابیوں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے حکومت کو بہت زیادہ رقم صرف کرنا پڑے گی۔ اور ان کاربنڈز کی آمدنی اتنی نہیں کہ تمام کاربنڈز کی حکومت دیکھ بھال کر سکے کیونکہ ان پر آمدنی سے خرچ بہت زیادہ ہوگا۔ اس سلسلے میں جہاں تک ہم سے ممکن ہے اور جہاں پر کوئی کاربنڈ منہدم ہوتی ہے حکومت حتی الامکان امداد دیتی رہتی ہے۔ اور آئندہ بھی کوشش کریں گے کہ کاربنڈوں کے سلسلے میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ امداد دیں۔

جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ بلوچستان میں ریونیو کا عملہ دو عملی کا شمار ہے اس کے ذمہ عدلیہ بھی ہے۔ انتظامیہ بھی اور ریونیو جمع کرنے کا فرض بھی ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی خامیاں ہیں جو ہمیں در نظر میں لینی ہیں۔ اور ہم کوشش کریں گے عدلیہ کو علیحدہ کریں۔ اس طرح ہمارے عملے کو زیادہ کام کرنے کا موقع ملے گا۔ اور وہ عوام کے مفاد کی طرف بڑی توجہ دے سکیں گے اور کارکردگی بہتر ہو جائے گی۔

ہمارے محترم اور معزز حزب اختلاف کے لیڈر نے فرمایا کہ گورنمنٹ نے جہاں ساڑھے بارہ ایکڑ پر مالیہ معاف کیا ہے۔ تو وہاں سے تمام مالیہ معاف کر دے تو بہتر ہوگا اس سلسلے میں گزارش ہے۔ کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی معافی ان لوگوں کو دی گئی ہے جو خود کاشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے لیکن اگر ہم دوسرے جاگیرداروں کو جن سے اچھی خاصی رقم آتی ہے۔ بھی معاف کر دیں تو میرے خیال میں یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی۔ خصوصاً جب کہ ہماری حکومت کے پیش نظر جاگیرداری اور اس کی شاخوں کو ختم کرنا ہے۔ تو اس لئے اس ضمن میں یہ موزوں بات نہیں ہوگی کہ ہم جاگیرداروں کو معاف کریں۔ البتہ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ جاگیرداریت کو صحیح معنوں میں ختم کریں اور زمین ساڑھے بارہ ایکڑ فی کسان تقسیم ہو پھر اس وقت مالیہ لینے کا سوال بھی نہیں رہے گا۔

حزب اختلاف کے معزز لیڈر نے ایک عجیب بات فرمائی کہ تعلقہ ٹیکس اس سلسلے میں

کیا گیا کہ اس سے اسپیشل ایریا کے لوگوں کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ حالانکہ یہ ترنی ٹیکس صرف اسپیشل ایریا میں نہیں تھا بلکہ بلوچستان کے تمام ضلعوں میں موجود تھا جیسا کہ مطلع چاغی جو کہ اسپیشل ایریا میں نہیں ہے۔ وہاں سے بھی ترنی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا اور یہ ایک بہت بڑا بلوچہ ٹریبون پر تھا۔ سابقہ حکومتیں معتبرین اور سرداروں کو یہ ٹیکس ٹھیکے پر دیا کرتی تھیں۔ جو کہ دس ہزار یا بیس ہزار کا ہوتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ ایک مہر، ٹیکیدار یا سردار ایک مخصوص علاقے کا ٹھیکہ حکومت سے لیا کرتا تھا۔ اور پھر وہ بیس ہزار روپے کے بدلے عزیز لوگوں سے پچاس ساٹھ ہزار روپے وصول کرتا تھا۔ اگر اُدٹس پر ترنی ٹیکس ایک روپے ہوتا تھا۔ تو وہ دو روپے وصول کرتے تھے۔ اس طرح گدھے پر اگر آٹھ آنے ٹیکس ہوتا تھا تو وہ ایک روپیہ لیتے تھے اور یہ لوگوں پر ایک بہت بڑا ظلم تھا۔ اس کو ختم کر کے حکومت نے عوام کو ایک بڑی لعنت اور ظلم سے نجات دلا دی ہے مجھے افسوس ہے کہ حزب اختلاف کے ممبر یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک سیاسی چال ہے۔ اور صرف اسپیشل ایریا کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ سارے بلوچستان کے عزیز عوام کے مفاد کے لئے یہ اقدام اٹھایا گیا ہے جیسا کہ میں گذارش کر چکا ہوں کہ بلوچستان ایک زعی صوبہ نہیں ہے۔ مگر حکومت پھر بھی عتی الوسع کوشش کر رہی ہے۔ اور ایسی اسکیمیں بنا رہی ہے۔ جس سے اس صوبہ میں زراعت ترقی کر سکے۔ اس لئے میں اس "کٹ موشن" کی مخالفت کرتا ہوں۔

### حاجم میر غلام قادر خان

۱۔ جناب اسپیکر! میں صرف ایک اہم سوال جذب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ ٹیکس جو معاف کیا گیا ہے۔ تو اس سلسلہ کا علاقہ جو کہ کراچی کے نزدیک ہے اور اگر کراچی کے مالداروں نے یہ سنا کہ وہاں پر ٹیکس نہیں لیا جاتا تو اس طرح سے کراچی کے تمام مالدار دھبڑ بکری واسے) اس سلسلے کی طرف رخ کریں گے۔ جس سے اس سلسلے پر بہت بوجھ پڑے گا۔ کیا اس معاملے پر آپ غور فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم ۱۔ اس سلسلے میں صرف کراچی کی طرف سے ہی نہیں۔ بلکہ ہمارے دوسرے

سرحدی علاقوں سے بھی مالدار آتے تھے اور جن سے ہم ترقی ٹیکس وصول کرتے تھے۔ بہر حال اس مسئلے پر حکومت غور کر رہی ہے۔ اور اس کے لئے کوئی انتظام کیا جائے گا۔

مولوی محمد حسن شاہ۔ اسپیکر صاحب! میں مطالبہ پیش کر سکتا ہوں؟

مسٹر اسپیکر۔ مولوی صاحب! نشریف رکھیے۔ یہ کام ختم ہونے دیں۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ 15,27,020 روپے کا کل مطالبہ زلسلہ مد 7۔ مالیہ اراضی میں بقدر 15,27,019 روپے کی تخفیف کی جائے؟ اس کے مخالف اور موافق "نا" "ہاں" میں جواب دیں۔

یہ تخفیف زر کا مطالبہ رد ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم 15,27,020 روپے سے تجاوز نہ ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال ختم 30 جون 1973ء کے دوران زلسلہ مد 7۔ مالیہ اراضی برداشت کرنے پر ہیں گے۔

اس کے موافق "ہاں" اور مخالف "نا" کہیں  
مطالبہ منظور ہو جاتا ہے۔ وزیر خزانہ دوسرا مطالبہ نہ پیش کریں۔

**Finance Minister.** Mr. Speaker Sir, I move that a sum not exceeding Rs. 44,680/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June 1973 in respect of  
-B- PROVINCIAL EXCISE.

مسٹر اسپیکر۔ تحریک یہ ہے۔ کہ ایک رقم جو / 4,46,800 روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال ختم 30 جون

۱۹۷۳ء کے دوران بسلسلہ مدد ۸ صوبائی آبکاری برواشت کرنے پڑیں گے۔  
اس پر ایک کٹ موشن ہے۔

میر شاہنواز خان شالیانی :- میری تحریک تخفیف آبکاری سے متعلق ہے اور اس  
سلسلے میں.....

مسٹر اسپیکر :- آپ پہلے ایک دفعہ اسے پیش کریں۔ پھر اس پر آپ تقریر کریں گے۔

میر شاہنواز خان شالیانی :- میری تحریک یہ ہے کہ 4,46,800 روپے کے کل مطالبہ  
زر بسلسلہ مدد ۸ - صوبائی آبکاری میں بقدر 4,46,799 روپے کی تخفیف کی جائے۔

مسٹر اسپیکر :- تحریک یہ ہے کہ 4,46,800 روپے کے کل مطالبہ زر بسلسلہ مدد  
صوبائی آب کاری میں بقدر 4,46,799 روپے کی تخفیف کی جائے

میر شاہنواز خان شالیانی :- جناب عالی! ہماری تحریک تخفیف اس مد میں جس میں منشی اشیا  
بھنگ شراب اور ایسی دوسری چیزوں کی افزائش کے لئے تخمینہ خرچ پیش کیا گیا ہے۔  
جناب عالی۔ اسلامی ندین اصولوں اور اخلاقی بلندی کو ایک ناجائز ذریعہ کے لئے تڑپان  
کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ میرے خیال میں اسلامی مملکت کا یہ فرض ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کی طرف  
توجہ دے۔ ملک انسان اگر صحیح معنوں میں انسان ہو تو اس کو دنیاوی ذرائع حقیقہ نظر آئیں گے اور  
کبھی بھی دنیاوی ذرائع مکتوب نہیں ہوگا۔ یہ ایک حقیقی اسلام ہے۔ جس کے متعلق علامہ اقبال نے  
یہ بھی فرمایا ہے

سب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے  
ندال بندہ مومن کا بے ذری سے نہیں

اس لئے میرے خیال میں ملتی اشیاء پر حصول لگا کر آمدنی کا ذریعہ بنانا اس قدر مفید نہ ہوگا۔ جن قدر کہ اس سے انسانی اخلاق اور کردار پر بڑا اثر پڑے گا۔ اس لئے میری اس تحریک تخفیف کا یہ مقصد ہے کہ ایسے ذرائع سے نہ ہونا بہتر ہے۔

**قائد الہان** سر پرائنٹ آف آرڈر جناب ہوتا یہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی سوال اٹھایا جاتا ہے۔ تو "ہاں" اور "ناں" کے لئے اتنا وقفہ رکھا جاتا ہے۔ کہ پتہ چل سکے کہ کون "ہاں" کے حق میں ہے اور کون "ناں" کے حق میں ہے۔ پر کبھی یہ سنا آتی ہے۔ مگر یہاں ہوتا یہ ہے۔ کہ "ہاں" اور "ناں" کے بارے میں ایک نشست پر کھیا جاتا ہے۔ اور اس طرح سے پتہ نہیں چلتا کہ کون کس کے حق میں ہے۔ تو میں عرض کروں گا۔ کہ چونکہ بچھڑ پاس سے پہلے موٹن کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں تھی۔ اب بچھڑ میں یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک ایک کٹیشن اپنی جگہ پر بہت اہم ہوتی ہے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ جب بھی کوئی سوال کہا جائے تو "ہاں" کا جواب لینے کے بعد پھر "ناں" کا جواب لیا کریں۔ کیونکہ ایسے پتہ نہیں چلتا کہ کس نے حق میں موٹن دیا اور کس نے مخالفت میں

**مسٹر اسپیکر**۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

**میر شاہنواز خان شالیانی**۔ تحریک تخفیف سے آمدنی میں افتادہ اور کمی کا مقصد نہیں بلکہ اس ماڈس کی توجہ اس نیک کام کی طرف دلانا ہے۔ جس کو ہمارے عوام دیکھ رہے ہیں کہ یہ الہان آگے چل کر باخلاقیوں اور بدعنوانیوں کا قلع قمع کرے گا۔

جناب والا امیری تخفیف واصل ہاری نیک نیتی کا ثبوت ہے۔ کہ ہمیں اسلام کے سر بلندی اور اخلاقی اقدار کا کتنا پاس ہے جیسا کہ اس مثال سے واضح ہے کہ ایک بہڑی کہ صرف اس کی نیت کی وجہ سے جنت بل گئی۔ اگر مجھے اجازت ہو تو میں مثال بیان کر دوں۔ مثال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کے دنت میں ایک بہڑی مر گیا۔ چونکہ حضرت

عیسائی بنی تھے اور انہیں جنت کے بارے میں بھی ہر چیز معلوم تھی تو انہوں نے حضرت عیسیٰ (جنت میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا محل ہے۔ انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا محل ہے اللہ کس کی جگہ ہے۔ جو اب میں ملائکہ نے کہا کہ یہ ایک یہودی سخی کا محل ہے۔ جب حضرت عیسیٰ کو طلبہ پر گئے تو اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ یہ یہودی تو ہمارے شہر کا تھا۔ اور بے چارہ ملک الحال تھا۔ اور اس نے کبھی پانی کی ٹوند بھی اللہ کی راہ میں نہیں دی تھی۔ تو یہ سخی کیسے ہوگا اور جنت میں کیسے چلا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اسے اسٹی آپ کو یاد ہے کہ فلاں سال اور فلاں وقت جب تھپڑا تھا۔ یہ بے چارہ اپنے گاؤں میں نکلنا تو اس نے راستے میں ریت کے ٹیلے دیکھے تو اس نے کہا کہ اسے خدا اگر یہ ریت کے ٹیلے کی بجائے گندم ہوتا اور آپ مجھے دے دیتے تو میں یہ سب غلہ بنی اسرائیل کی قوم میں مفت بانٹ دیتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف اس کے بہت کی وجہ سے میں نے اس کے گناہ بھی معاف کر دیئے۔ اور سخی کا درجہ بھی اسے دے دیا اس لئے صرف بہت پر سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر اس ناؤس میں جن میں ہمارے رہنائے یون بھی ہیں۔ اگر انہوں نے ہماری اس تحریکِ تنقیف کو رد کر دیا تو ہمارے عوام ضرور یہ محسوس کریں گے کہ وہ بدعزما بنوں اور بداخلافیوں کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں

میاں سیف اللہ خان پراچہ مولوی صاحبان آپ کو ہمارے ساتھ دوٹ وینا ہوگا۔  
MR. SPEAKER:-

NO CONVASSING MR. PARACHA.

مام میسر غلام قادر خان۔ صدر محترم! میں جناب مولوی صالح محمد صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جب انہوں نے کہا تھا کہ مجھے کسی دعوت میں جناب عبدالصمد خان نے یہ بتایا تھا کہ شراب کیا ہوتی ہے۔ اور مجھے یہ علم نہیں تھا۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا کہ ایک سوداگر تھا۔ جو ایک جنگل سے گنڈہ رہا تھا۔ وہاں ایک بید کا درخت تھا اور ایک لڑکی تھی۔ جو اپنی بکریاں چھارہ ہی تھی۔ بید کے درخت سے پیر نیچے گر رہے تھے۔ تو

اس لڑکی نے جلدی سے آکر بکری کے مزے سے بیر نکال دیا۔ سو اگر کو یہ ادا بہت پسندائی اور اس لڑکی سے شادی کر لی۔ اب وہ عزیز لڑکی مخلوں میں جا کر رہنے لگی۔ اس طرح ایک روز ایک پر بیچنے والا ایک آدمی آواز لگاتا ہوا اس سوہاگر کے محل کے قریب سے گذر رہا تھا۔ لڑکی نے پوچھا کہ یہ بیر کیا چیز ہوتی ہے تو سوہاگر نے کہا کہ یہ بیر وہی ہے جس کو تم جنگل میں کھایا کرتی تھی۔ اسی طرح سے میں مولانا صاحب کو بھی مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ یہ شراب وہی چیز ہے۔ جس کے متعلق آپ لوگ مسجدوں میں یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ یہ حرام چیز ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ویسے کہا گیا کہ کسی دعوت میں جس کا نام میں نہیں لینا چاہتا کسی نے کہا کہ چالیس گیلن شراب خرچ ہوئی اور کسی نے کہا کہ دو سو گیلن شراب خرچ ہوئی۔ تو مولوی صاحب شراب چاہے جتنی بھی مقدار میں ہو۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول صلعم نے حرام قرار دیا ہے اور یہ کتنے تعجب کی بات ہے اور میں اسے مزاج کہوں گا۔ کیونکہ تم سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں ایسے افسراد ہیں۔ جنہوں نے اپنی روایات کو بھی فراموش کر دیا۔ اور وہ یہ کہ ووٹ پلٹتے وقت انہوں نے کہا تھا کہ ایک طرف شرآن ہے۔ اور دوسری طرف سوار ہے۔ سوار کو لوگوں نے چھوڑ کر شرآن کو ووٹ دیا حالانکہ سوار کے ساتھ لوگوں کے بہت روایات وابستہ تھیں۔ اور اس طرح سے انہوں نے علمائے دین کو صرف اس لئے مستحب کہا کہ وہ اس معزز ایوان میں آکر خلافت اسلام چیزوں کو ختم کر آئیں گے اور یہ ایک بہت بڑا رتبہ تھا۔ جو ان کے حوالے کیا گیا۔ اور چلیے تو یہ تھا کہ پہلے تو ایسا رتبہ ان کو نہیں لینا چاہیے تھا۔ اور پہلے انہیں یہ رتبہ ٹھکرا دینا چاہیے تھا۔ اور اب جب کہ انہوں نے یہ رتبہ لیا ہے تو اب یہ ان کی ذمہ داری میں شامل ہے کہ وہ اس طرح نہ کرتے بلکہ اس دن جب ہم ان سے سوالات پوچھ رہے تھے اور ہمیں یہ توقع تھی کہ وہ شراب پر پابندی کے بارے میں کچھ کہیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور اس دن ایوان میں انہیں آئے۔ اور مولوی صاحب نے اخبارات میں بیان دیا ہے کہ ہم تو شراب پر پابندی کے حق میں ہیں۔ مگر حزب اقتدار اور حزب اختلاف والے ایسا نہیں ہونے دیتے تو جناب کو میں یہ بتاؤں کہ حزب اختلاف اس معاملے میں آپ کے ساتھ ہے۔ البتہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مولوی صلح محمد صاحب اور مولوی محمد حسن

صاحب آنا تو رواداری رکھتے جس طرح کہ مولوی شمس الدین صاحب نے کہا ہے۔ کہ وہ اسی وقت جب کہ ایک غیر شرعی ماتہ پر بحث ہو رہی ہے وہ اس الزام میں حاضر نہیں ہیں۔

جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ بٹا ہی اچھا ہو گا کہ مولوی صاحبان اس کٹ موشن کی حمایت کریں۔ ویسے مجھے معلوم نہیں کہ وہ اس سٹیبل میں کیا کریں گے۔ اور بلوچستان کے عوام کو بھی معلوم ہوگا کہ مولوی صاحبان اس کٹ موشن پر کیا رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔

مولوی محمد حسن شاہ۔ کیا آپ ابھی سے ہم پر اعتراض کریں گے؟

جام میر غلام قادر خان۔ وہ اعتراض نہیں کیا میں نے کہا کہ آیا۔۔۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب! آپ اسے ختم کرنے کی کوشش کریں مولوی صاحب آپ بھی تشریف رکھیں

جام میر غلام قادر خان۔ اچھا جی!

میں مؤدبانہ طور پر اس الزام کے تمام ممبران سے اپیل کروں گا۔ اور یہ اپیل خدا اور رسول کے نام پر کروں گا۔ کہ ایسی چیز کو روکا جائے اور کٹ موشن کو منظور کیا جائے۔

میاں سیف اللہ خان پلچہ۔ جناب اسپیکر صاحب! میں اس کٹ موشن کے حق میں تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ رقم جو 46,800 روپے ہے۔ اس کو کم کر کے ایک روپیہ کیا جائے وہ اس واسطے کہ پراونشل ایکسائز میں جو آمدنی آ رہی ہے وہ زیادہ تر شراب، بھنگ، چرس اور افیم جیسی برسی چیزوں سے آ رہی ہے اور یہ محکمہ اس واسطے ہے۔ کہ ان چیزوں سے آمدنی حاصل کی جائے پراونشل ایکسائز کی آمدنی کا اندازہ 1972-73ء کے لئے 79,400 روپے ہے۔ اور اس کی تفصیل انہوں نے یہ دی ہے کہ ملکی شراب سے آمدنی اور اس شراب کی آمدنی جو باہر سے آتی ہے اور

اسی طرح کے اور ڈرگس کے لائسنسوں سے کل آمدنی / ۹,7۹,400 روپے ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایکسائز کے وزیر جو کہ مولوی صالح محمد صاحب تھے۔ اور اب انہوں نے اس بڑے محکمے سے نجات حاصل کر لی ہے۔ مگر بجٹ پیش ہونے سے پہلے یا بجٹ پیش ہونے تک یہ اسی محکمہ کے وزیر تھے اور یہ اپنی ذمہ داریوں سے یہ کہہ کر جان نہیں چھڑ سکتے کہ اب میں نے اس محکمے سے استعفیٰ دے دیا ہے یا وزیر اعلیٰ سے دوسرا محکمہ طلب کیا ہے میں نے یہ سمجھا تھا کہ حجیت العلماء نے اسلام کے مبراں صوبے میں اسلامی نظام لاینگے

اور ہمیں ان سے بڑی توقع تھی۔ اور جب موجودہ حکومت نے مولوی صالح محمد صاحب کو یہ محکمہ دے دیا تو ہم بہت خوش ہوئے کہ یہ لوگ اب اپنے اختیارات سے اسلامی نظام لائیں گے مگر اس کے برعکس ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ اس بجٹ میں جس محکمے کے وہ وزیر تھے۔ اس محکمہ کی بجٹ میں آمدنی / ۹,7۹,400 روپے بتائی گئی ہے اور / 4,86,800 روپے خرچ ہو گا۔ اور یہ آمدنی بھنگ چرس اور شراب جیسی چیزوں سے ہو گی۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا تھا کہ چکا ہوں کہ میں نے یہ سمجھا کہ اس لعنت سے صوبے کو نجات ملے گی مگر ایسا بالکل نہ ہوا۔ کاش ہماری مقامی حکومت اتنی تو کرتی کہ اگر وہ کسی وجہ سے شراب کو بند نہیں کر سکتی۔ تو کم از کم دوسری چیزوں کو تو بند کر تی۔ جن سے آمدنی بھی بہت کم ہے۔ مثلاً چرس بھنگ اور دوسری منشیات سے بہت کم آمدنی ہوتی ہے۔ جو کہ صرف / 23640 روپے ہے صرف اتنی سی قلیل رقم کے لئے ہم صوبے کے عوام کو نقصان دے رہے ہیں۔ اس طرح سے اگر حکومت شراب بند نہیں کر سکتی اور جس کی وجہ سے مجھے تو سمجھ نہیں آتی تو کم از کم اس شراب سے تو ہمیں نجات دلائی جاتی۔ جو اس صوبے میں بنتی ہے۔ جب میں نے میرا شاہنواز خان شالیانی لاکٹ موشن پڑھا تو مجھے خوشی ہوئی۔ مگر مولوی صاحب تو اٹھ کر چلے گئے ہیں اس دن بھی وہ اٹھ کر چلے گئے تھے۔ جب ہم نے ان سے سوالات کرنے تھے۔ شاید اس واسطے پہلے گئے ہیں کہ ووٹ نہ دینا پڑے

تو ہمیں یہ امید ہے۔ کہ اس کٹ موشن میں ہمارے ممبرز دوسرا مولوی علی محمد صاحب اور مولوی محمد حسن صاحب ہمارے ساتھ ووٹ دیں گے تاکہ اس مکرہ

اور خلاف اسلام چیز کا خاتمہ ہو۔ جہاں تک حزب اختلاف کا تعلق ہے۔ جام صاحب نے پہلے ہی کہ دیا ہے۔ ہم سب اس لعنت کا قلع قمع کرنے کے حق میں ہیں۔

وزیر اوقات (مولوی صالح محمد) :- میر صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک روپیہ کم کیا جائے؟ آپ حزب اختلاف کے ممبران سے مخاطب ہو کہہ بدائے مہربانی مجھے پشتوں میں سمجھائیں۔

جام میر غلام قادر خان :- اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ شراب کو قطعی طور پر بند کریں۔

مسٹر اسپیکر :- مولوی صاحب! اس پر اگر آپ تقریر کرنا چاہیں تو کریں ادھر ادھر کی باتیں نہ کریں۔

وزیر اوقات :- میں تقریر تو کروں گا مگر مجھے پہلے پتہ تو چلے کہ یہ تحریک کیا ہے؟

جام میر غلام قادر خان :- اجازت ہو تو میں مولوی صاحب کو سمجھا دوں؟

مسٹر اسپیکر :- جی نہیں ان کو بولنے دیں وہ بولنا چاہتے ہیں

مولوی محمد حسن شاہ :- میں کہتا ہوں کہ گناہ دو قسم کے ہیں ایک خدا کا گناہ ہے اور ایک بندے کا گناہ ہے۔ شراب اور چرس وغیرہ پینا یہ خدا کا گناہ ہے۔ اور جوٹی چاول پر مٹ لینا ہندوں کا گناہ ہے۔ اب ان لوگوں نے حزب اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چاول کے پرنٹ سے لاکھوں روپے کا کمرہ ہم کو لے کر جس کا یہ نام بھی نہیں لیتے۔ لیکن یہاں شراب کے پیچھے پرنٹ سے ہوئے ہیں تو مجھے ان کی مسلمانانہ پر افسوس ہے۔

**وزیر اوقاف**۔ مولیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یہودی تھا یا نہیں تھا میر شاہنواز خان شاہین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے۔ مولیٰ علیہ السلام کے وقت میں تو وہ "قرات" کو مانتے تھے اور اپنے وقت کے مسلمان تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہود کافر ہو گئے۔ ورنہ پہلے تو وہ حضرت موسیٰ کے دین کو ماننے والے تھے۔ آپ جو کہہ رہے ہیں کہ ایک روپے کی تخفیف کریں اور اس سلسلے میں . . . . .

**میاں سیف اللہ خان پلاچہ**۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز مولوی صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ "کٹ موشن" کیا چیز ہوتی ہے۔ میں مولوی صاحب کو ملامت نہیں کرتا۔ اگر مولوی صاحب مجھ سے اس بارے میں پوچھتے تو میں بتا دیتا یا پھر اسپیکر صاحب سے ہی پوچھ لیتے۔

**Leader of the House:—** There is no point of order sir. He is just making a speech on the pretext of point of order.

مولوی صاحب نے اگر نہیں سمجھا تو یہ رولز کی خلاف ورزی نہیں جناب۔

**میاں سیف اللہ خان پلاچہ**۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب وہ سمجھے نہیں تو تقریر کس چیز پر کر رہے ہیں؟ آپ برائے مہربانی انہیں سمجھائیں کہ "کٹ موشن" کیا چیز ہوتی ہے؟

**مشرا سپیکر**۔ مشر پلاچہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

**میاں سیف اللہ خان پلاچہ**۔ پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہے کہ آپ "کٹ موشن" کے بارے میں علم نہیں اور تقریر کر رہے ہیں اس لئے انہیں سمجھایا جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ وہ تو بول رہے تھے۔ آپ انہیں Puzzle کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ان سے مخاطب ہو کر بات کرتے ہیں۔ طریقہ تو یہ ہے کہ آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔ یہ نہیں کہ کسی کی پمپل کنوی کی Exploitation ..... کریں پالش کریں اور کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔ کوئی اور اگر بولنا چاہے تو بول سکتا ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر! مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس ایوان میں ایک بدعت جو شروع ہوئی، اس کے خلاف آپ نے روٹنگ دی۔ جیسا کہ ایک دوسرے کھاتہ بائیں کرنا یا نام اور ایوان کی کارروائی کو مضحکہ خیز بنانا۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو غلط کیا ہے اور اگر کسی اور نے ایسا کیا ہے آپ سے امید کرتا ہوں کہ آئندہ آپ اس کو روکنے کے لئے سختی سے عمل کریں گے۔

جہاں تک رکٹ موشن کا تعلق ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی بہت بڑی اصلاحی Value ہے۔

منشیات کو ہمارے مولوی صاحبان خدا کا گناہ سمجھیں لیکن عربی میں اس کا دوسرا نام ام النجاشہ رکھا گیا ہے۔ یعنی تمام برائیوں کی ماں اگر منشیات کا اثر صرف پینے والے اور رکھنے والے تک ہوتا تو شاید گورنمنٹ اس کے لئے عزمِ محکمہ بناتی اور نہ قانون بناتی مثلاً جھوٹ شراب سے بہت بڑا گناہ ہے جس کے لئے گورنمنٹ نے کوئی Preventive staff نہیں رکھا ہے۔ یہ انسان کا اپنا معاملہ ہے گورنمنٹ اس وقت بیچ میں آتی ہے۔ جب کوئی عدالت میں جھوٹ بولے یا کوئی ایسا جھوٹ بولے جس سے دوسرا آدمی کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ تب حکومت Prevention کا انتظام کرتی ہے۔

شراب کی Prevention کے لئے تمام دنیا کی حکومتیں کوشش کر رہی ہیں۔ خواہ وہ مسلم ممالک ہوں۔ یا غیر مسلم۔ اس لئے کوشش عالمگیر ہے، نشے میں آدمی کی عقل کھو جاتی ہے۔ اور وہ تمام برائیوں کو اپنے لئے جائز سمجھتا ہے اور بڑی دلیری سے ہر برا کام کرنے لگتا ہے۔

یہاں اس بات کو بھی چھیڑا گیا کہ یہ محکمہ کس کے پاس ہے اور کس کے پاس تھا۔ میرے خیال میں یہ محکمہ بمصدقہ حق بہ حقدار رسید ہو گیا اب اس سے ہمیں واسطہ نہیں کہ سابق وزیر کون تھا۔



کا تعلق رفق اور اس کے تمام ذرائع جن میں دولت، پیداوار، پیسہ، محنت کے سب ذرائع، آجبلتے ہیں۔ جب تک ہم خدا کی ربوبیت کو نہیں مانتے اور اسکو نافذ نہیں کریں گے اس وقت تک ہم ان چھوٹے چھوٹے قوانین سے مسلمان نہیں بن سکتے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ ہم اللہ کر کے ابتلا کرنا چاہتے اور جتنی جلدی ہو سکے۔ اس ایوان میں پورے کے پورے اسلام کو نافذ کرنا چاہیے۔ جس میں پھر Priesthood (پاپائیت) ہوگی نہ کوئی m ملازم، نہ سرکاری ہوگی اور نہ جاگیرداری ہوگی۔ ایک عالمگیر اخوت ہوگی ایک متوسط طبقے کے گزارے کا انتظام ہوگا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔

وزیر تعلیم :- ”ملازم“ کیا ہوتا ہے۔ اس کی تعریف بتائیں؟

خان عبدالصمد خان امپرنی :- ملازم اتنا بڑا مسئلہ ہے اسلام کا کہ . . . . .

مسٹر اسپیکر :- خالصتاً ختم کریں۔

قائد حزب اختلاف :- جناب اسپیکر! اس مہ کٹ موٹن کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

کل کسی سوال کے جواب میں ہمارے سابق وزیر شراب نے کہا تھا کہ وہ شراب اس صوبے میں بند کرنے والے تھے۔ لیکن میں نے ان کی مخالفت کی۔ شاید میں نے مذاقاً ایسی بات کہی ہوگی۔ لیکن آج عملی طور پر۔ ان کی اور ہماری آزمائش کا دن ہے۔ ہم جتنے بھی گنہگار ہوں پھر بھی مسلمان ہیں گناہ کو گناہ کہیں گے اور اگر ہم گناہ کہتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں۔ خلاصہ یہ کہ جب موقع آئے گا تو یقیناً مسلمان اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو آج موقع ہے کہ ہم اور آپ مل کر اس ناپاک چیز کو اس صوبے سے ختم کریں تاکہ ہمیں اور آپ کو اس قسم کے گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ محض محکموں کے ردوبدل سے ہم اپنی ذمہ داریوں سے نہیں بچ سکتے۔

جناب اسپیکر! ہم غماہ استغفہ دین یا وزارت چھوڑ دین یا الفاظ سے اپنی جان کو بچائیں ہم اپنے ذرائع سے سکورش نہیں ہو سکتے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس طرف (حزب اختلاف) کے ممبر اس چیز کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ مجھے پھر یقین ہے کہ ہمارے اس طرف کے جو مذہبی رہنما ہیں ان کو ہنٹا دینے میں ہم یہ چیز حتم کرنا چاہتے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہمارے اور بھی دوست جو اس طرف بیٹھے ہیں وہ اس نیک کام میں اس ٹاؤن کا ساتھ دیں گے۔

یہ کٹ موشن اس لئے ہے کہ اس ٹیکس کو جو شراب جس اور ہنگ وغیرہ سے وصول ہوتا ہے اور جو عدا اس کو وصول کرتا ہے۔ یا جمع کر لے۔ وہ عملہ ہی ختم ہو جائے تاکہ یہ چیز نہ صوبے میں آسکے۔ اور نہ تقسیم ہو سکے۔ اس لئے جب عملہ ہی نہ ہوگا تو یقیناً اس کو بند کیا جائے گا۔

تو میں درخواست کرتا ہوں اور اس ٹاؤن سے امید کرتا ہوں کہ وہ یقیناً اس چیز کو جس کو ہم نہیں چاہتے۔ جس کا ہم نے دعویٰ کیا ہوا ہے اور جس کا ہم نے عوام سے وعدہ کیا ہوا ہے اور جس کے متعلق کل تک ہم نے کہا تھا کہ ہم بند کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن حزب مخالف کے کسی ممبر نے ہمارا ساتھ نہیں دیا تھا۔ آج حزب اختلاف سب آپ کا ساتھ دے رہا ہے اس لئے گنڈارش ہے کہ اسے بند کیا جائے اور اس بارے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

**وزیر اوقاف**۔ جناب اسپیکر جیسا کہ جناب مولانا نے کہا ہے کہ شراب کا پینا حرام ہے اور اس پر ٹیکس لگانا تو ہے ہی حرام۔ لیکن ہر چیز پر اس طرح حرام نہیں جس طرح انہوں نے کہا۔

میرے خیال میں اس حرام چیز پر ہم بعد میں عود کریں گے۔ پہلے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ جو رقم جاگیر والوں اور سرداروں کو دیتے ہیں وہ رقم انہیں نہیں ملنا چاہیے شراب کے لئے اسلام میں 80 ڈر سے سزا کے طور پر لگائے جاتے ہیں۔ جو قاضی وقت کے حکم سے لگائے جاتے ہیں اور جو خلیفہ اسلام کا مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر ہم یہ شراب بند بھی کریں اور اس کے بعد بھی لوگ شراب پیئیں تو اس کے بعد کون سزا دے گا۔ ہمارے سابق گورنر صاحب اور اس ایوان کے معزز ممبر اگر آج یہ حلف اٹھائیں کہ ہم آئندہ شراب نہیں پیئیں گے۔ تو ہم انہیں مبارکباد دیں گے۔

**وزیر تعلیم**۔ جناب مالو اس ضمن میں ہمارے مدرس شالیانی صاحب جو کٹ موشن پیش کیے۔ اس کی غلاف

کرتے ہوئے ہیں چند گذارشات پیش کرتا ہوں۔

شایانی صاحب نے اسلام کا حوالہ دے کر فرمایا کہ اسلام کی سرلمبندی کے لئے شراب پر پابندی لگانا ضروری ہے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اس سلسلے میں انہوں نے جو کٹ موشن پیش کیلئے ہے۔ اس سے ان کا مقصد شراب پر زیادہ سے زیادہ پابندی لگانا ہے اس کے پینے والوں کو زیادہ سے زیادہ سہولت پہنچانا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے کٹ موشن میں یہ پیش کیا ہے کہ یہ تمام ٹیکس ہٹانے جائیں اور صرف ایک روپیہ ٹیکس لگایا جائے۔ یعنی اس کے پینے سے زیادہ سے زیادہ آسانی ہو

میاں سیف اللہ خان ہراجہ و اسپیکر Misquoto تو نہیں ہونا چاہیے۔ آئی تقریریں ہوتی ہیں اور اب یہ کہتے ہیں کہ ایک روپیہ ٹیکس رہنے دیا جائے۔ حالانکہ ہم چاہتے ہیں کہ شراب کو بالکل بند کیا جائے

وزیر تعلیم اس پر کٹ موشن جو وہ اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں اور جس میں انہوں نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں ایک یہودی بہشت میں گیا اس لئے کہ اس نے سخاوت کی تھی۔ یعنی اس کے معنی یہ ہونے کہ اسلام میں خدا کی واحدائیت کو ماننا۔ محمد پر ایمان لانا۔ ان کے لئے کوئی ضروری نہیں۔ اگر کوئی کافر یا سبند و سخاوت کرے گا تو وہ بہشت میں جائے گا۔ جب ایک شخص کا اسلام سے متعلق یہ نظریہ ہو تو۔۔۔۔۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی و۔ پوائنٹ آف آرڈر میرے خیال میں محترم وزیر صاحب نے اسلام کے متعلق جو فرمایا اور یہودی کے متعلق جو کہا وہ یہودی موٹلے کے زمانے میں اسی طرح مسلمان تھا جس طرح آج ہم مسلمان ہیں۔

وزیر تعلیم ۱۔ اور ہمارے معزز ممبر صاحبان کا کہنا ہے کہ شراب پر ٹیکس اس لئے لگایا جا رہا ہے کہ اس سے ٹیکس وصول کریں ۲۔ اصل میں یہ چیز نہیں ہے اور شراب پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس لگایا جائے گا۔ اور اس حکومت کی کوشش ہوگی کہ وہ دن آئے کہ ہم صوبہ بلوچستان سے صرف شراب بلکہ ان تمام لٹننگ کا خاتمہ کر دیں جن میں جاگیرداریت، سربراہیت وغیرہ جو اسلام کے نزدیک شراب سے زیادہ بری چیز ہے ان

کا بھی خاتمہ کر دیں۔ تو یہ ٹیکس آمدنی کو بڑھانے کے لئے نہیں بلکہ شراب کے استعمال کو کم کرنے کے لئے ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی وزیر صاحب اس ڈیمانڈ کو ٹیکس سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ٹیکس نہیں ہے

وزیر تعلیم میرا مقصد ڈیمانڈ سے بھی ہے ہمارے معزز خالص صاحب اس ایوان میں بیٹھ کر اسلام کا حوالہ دیتے ہیں۔ لیکن میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ہمارے ہمسایہ ملک افغانستان میں جو میرے خیال میں اس وقت واحد اسلامی ملک ہے۔ جہاں شریعت نافذ ہے لیکن وہاں پر بھی آپ کو جو ہے۔

جام میر غلام قادر خان۔ پروانٹ آٹ آرڈر کیا افغانستان ہی دنیا میں واحد اسلامی ملک ہے۔

وزیر تعلیم اور یہ میں نے اس لئے کہا ہے چونکہ ہمارے خالص صاحب کے تنازعات اس ملک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ تو گزارش ہے کہ وہاں بھی یہ چیز موجود ہے۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی وہ افغانستان میں کوئی آدمی کسی بھی طرح ٹیکس دیکر یا بیماری کے لئے شراب نہیں پی سکتا

وزیر تعلیم۔ خان صاحب کی معلومات کا ہمیں علم نہیں مگر ہم ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ وہاں شراب ہے۔

بہر حال خان صاحب فرماتے ہیں کہ بعض علاقوں میں ہندش کے باوجود ویسی شراب بنتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ایسا ہوگا۔ کیونکہ حکومت کے پاس ایسے انتظامات نہیں کہ وہ تمام کے تمام علاقوں کو کنٹرول کر سکے۔

اس کی مثال آپ یوں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ سینٹرل گورنمنٹ اور تمام پراونشل گورنمنٹوں کی کوششوں

کے باوجود سمنگ بھی حسابی ہے تو لہذا . . . . .  
 یہ بھی سمنگ کی طرح ایک جرم ہے۔ اور حکومت کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے۔ کہ اس چیز کو روک دیا جائے  
 اور اس کی قطعاً بندش کی جائے۔ تو ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور اس کٹ موشن کی مخالفت  
 کرتا ہوں۔

**Leader of the Opposition:—** Sir, I want division on this cut motion.

**Mr. Speaker:—** The question has not been put.

میر شہنواز خان شالیبانی :- اجازت ہو تو میں مختصر تقریر کروں

مسٹر اسپیکر :- آپ اس پر دوبارہ نہیں بول سکتے

اب ہاؤس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ اس بارھے دس بجے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوئی  
 اور گیارہ بجے دوبارہ زیر صدارت مسٹر اسپیکر شروع ہوئی

(مسٹر اسپیکر اور میرا خیال ہے کہ کوئی اور ممبر اس پر تقریر کرنا نہیں چاہتا ہے۔ اس لئے سوال پیش کرتا ہوں)

سوال یہ ہے کہ 4,46,800 روپے کے کل مطالبہ زر بلسلسلہ مد 8 صوبائی آبکاری میں بقدر  
 4,46,799 روپیہ کی تخفیف کی جائے۔ جو اس تخفیف کے حق میں ہوں وہاں ہاں کہیں  
 ریلویشن کی طرف سے آوازیں ہم ڈویژن چاہتے ہیں)

**Leader of the House:** Sir, the opposition is getting impatient for no reason. They should allow the Speaker to put the question both to Ayes and Noes and await the opinion of the Speaker. They can thereafter challenge the opinion and demand division.

مسٹر اسپیکر :- قاعدہ یہ ہے کہ تحریک کے حق میں اور مخالف ممبروں کی رائے ایک مرتبہ ہی ہائے۔ اس پر

اسپیکر یہ بتائیں گے کہ اکثریت کون کی ہے۔ اقلیت اس بیان کو چیلنج کر سکتی ہے اور ڈویژن کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اس لئے دوبارہ دریافت کرتا ہوں کہ جو اس تخفیف کے حق میں ہوں وہ ہاں کہیں۔

(آوازیں ہاں)

اب جو اس کے مخالف ہوں وہ نہیں کہیں۔ (آوازیں نہیں)  
I think "Noes" have it.

LEADER OF THE OPPOSITION.

"AYES" have it. We want Division.

مسٹر اسپیکر۔ بہت اچھا اب ڈویژن ہوگا۔ ڈویژن کی گنتیاں بجائی جائیں۔  
(ڈویژن کی گنتیاں پانچ منٹ تک بجتی ہیں)

اب یہ ٹر ایک تخفیف زر کو دوبارہ پڑھتا ہوں۔

سوال یہ ہے کہ 800 روپے کے کل مطالبہ زر بسلسلہ مدد 8 ملین روپے کے لئے 46,799

روپے کا تخفیف کی جانے اجازت تخفیف کے حق میں ہوں وہ "ہاں" کہیں اب جو مخالف ہو وہ "نا" کہیں  
I think "Noes" have it.

Leader of Opposition. No sir, "AYES" have it. Let us have Division.

Mr. Speaker. Alright "AYES" to the right and "Noes" to the left.

حزب اقتدار کے موران NOES کی لابی میں اور حزب اختلاف کے ممبران AYES کے لابی میں چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد ممبران اپنی جگہوں پر واپس آئے۔

Mr. Speaker. Now I have the result before me:—

NOES=5

AYES=11

Therefore, Noes have it. The cut motion is rejected.

دوہ ارکان جنہوں نے تخفیف کے حق میں ووٹ دیئے۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ مسٹر عبدالصمد خان اچکڑی

۲۔ سردار غوث بخش خان دیپسانی

۳- جام میر عسکرام قادر خان

۴- میاں سیف اللہ خان پہلوی

۵- میرٹ ہنواز خان شالیانی

وہ ارکان جنہوں نے اس تحفیف زند کے خلاف ووٹ دیئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱- میر احمد لوانہ گئی

۲- سردار عطاء اللہ خان منگیل

۳- سردار عبدالرحمان خان

۴- مسیر خواگر خان

۵- میر دوست محمد خان

۶- مس فضیلہ عالیانی

۷- میر گل خان نصیر

۸- سردار خیر بخش خان مری

۹- مولوی محمد حسن شاہ

۱۰- مولوی صالح محمد

۱۱- میر شیر علی خان نوشیروان

مسٹر اسپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم جو 4,46,800 روپے سے متجاوز نہ ہو گرنہ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے سمٹا کی جائے جو مالی سال ختم 30 جون 1973ء کے دوران سلسلہ مدعہ صوبائی آبکاری برداشت کرنے ہیں گے۔

اس کے حق میں "ہاں" کہنے والے ہاتھ اٹھا کر "ہاں" کہیں (آوازیں ہاں)

اب جو اس کے خلاف ہوں ہاتھ اٹھا کر نہیں کہیں (آوازیں نہیں)

مطالبہ منظور ہو گیا۔

مسٹر اسپیکر۔ وزیر خزانہ تیسرا مطالبہ پیش کریں۔

**Finance Minister.** Mr. Speaker Sir, I move that a sum not exceeding Rs. 37,400/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June 1973 in respect of "Stampa".

**مسٹر اسپیکر۔** تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 37,400 روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1973 کے دوران بسلسلہ نمبر 9۔ سٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔  
میرے خیال میں کوئی مخالفت نہیں ہے۔

رنگم ارکان نے متفقہ طور پر ایک آواز ہو کر کہا منظور ہے، تحریک منظور ہو گئی۔ اب ڈیمانڈ نمبر 4 پیش کی جائے۔

**Finance Minister.** Mr. Speaker, Sir I move that a sum not exceeding Rs. 28,52,780/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June, 1973 in respect of "10 Forests".

**مسٹر اسپیکر۔** تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 28,52,780 روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1973 کے دوران بسلسلہ نمبر 10 اجنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

**Jam Mir Ghulam Qadir Khan.** Sir, there are two Cut Motions, one is in my name and the other is in Khan Sabib's Name, Khan Sahib will move it.

خان عبدالصمد خان اچکزئی اور میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس مطالبہ زر میں 28,52,780 روپے کی رقم کو گٹھا کر صرف ایک روپے رہنے دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر :- یہ کون سا مطالبہ ہے؟

جام غلام قادر خان :- مطالبہ نمبر 4

مسٹر اسپیکر :- ٹھیک یہ ہے کہ 28,52,780 روپے کے کل مطالبہ زر بسلسلہ مد 10۔ جنگلات میں بقولہ 28,52,774 روپے کی تخفیف کی جائے

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- جناب اسپیکر صاحب! جنگلات ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کو اگر کوئی سمجھے یا سمجھنے کی کوشش کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ اگر ملک کی آبادی کا نام جنگلات رکھا جائے تو یہاں نہ ہوگا۔ دنیا کے دوسرے ممالک میرے خیال میں جو تمام حکموں پر جنگلات کو ریح دیتے ہیں ان کی یہ کوشش ہے کہ جنگلات بڑھیں اور ملک کا ایک خاص حصہ پر لازمی طور پر جنگلات اگلے جائیں۔ جنگلات سے ہمارے مال رویشی کا تعلق ہے اس سے ہماری عمارتوں کا تعلق ہے۔ بارش کا اکثر دار و مدار جنگلات پر ہوتا ہے۔ ہمارے مذہبی لوگ فرماتے ہیں کہ خدا ان لوگوں پر بارش نہیں برساتا جو گنہگار ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں اس لحاظ سے سب سے بڑا گناہ بھی یہی ہے کہ ہم جنگلات کو ختم کریں جس کے نتیجے میں ہم پر بارش بند ہو جاتی ہے۔ جنگلات سے ہمارے زیر زمین آبی ذخائر کا تعلق ہے۔ جس مقصد کے لئے ہم آج ہم لاکھوں اور کروڑوں روپے خرچ کر کے

DELAY ACTION DAM

بناتے ہیں، ان مصنوعی ذرائع سے بہت ہی زیادہ جنگلات سے ہمارا یہ مقصد حل ہو جاتا ہے ہمارا صوبہ بلوچستان جو آج کل خشک اور آنت زدہ علاقہ ہے۔ یہ ماضی میں ہمیشہ اس طرح خشک اور بے آب دگیاہ نہیں تھا۔ اس صوبے کا سب سے زیادہ خشک علاقہ یعنی نصیر آباد سب ڈویژن کسی وقت دنیا

کے سرسبز ترین حظوں میں سے ایک تھا۔ اس میں دنیا کا سب سے بڑا پھرنڈہ جانور یہاں رہتا تھا۔ اس کی بڑیاں بیل پٹ کے پاس لی ہیں۔ اس جانور کی روزانہ خوراک انٹی ٹن گھاس بتایا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ بیل پٹ کے قریب دجوار میں انٹی سرسبزی تھی کہ یہ جانور وہاں رہ سکتا تھا۔ لیکن آج ہمارا صوبہ ایک ایک قطرہ پانی کو ترستا ہے۔ اور ہمارا یہ حال ہے کہ انگریزوں کی پالیسی کے مطابق اپنے نپٹے کچھے جنگلات کو ختم کرنے کے درپے ہیں

میں نے کسی اور موقع پر عرض کیا تھا۔ کہ موجودہ حکومت نے مکرمی پر جو ٹیکس سٹامپ کے بڑا ظلم کیا ہے۔ وزیر صاحب نے نہیں بتایا کہ اس سے غریب عوام کو فائدہ ہوتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس وقت تو آپ ایک غریب آدمی کو روزانہ چار یا آٹھ آنے کے فائدے کا سوچتے ہیں لیکن جب کہ خواجہ عمران کی طرح آپ کے باقی پہاڑوں سے بھی جنگلات کا بھی صفایا ہو جائے گا تب آپ بچھتائیں گے۔ کہ کاش ہم اس غریب کو ریلیف نہ دیتے اور وہی آدمی اور اس کے بچے اور اس جنگل کے ارد گرد سب انسان اور سپرمنڈ پر مذہب کے نہ ہوتے۔

گذشتہ لڑائی کے بعد وہاں (کہ خواجہ عمران) ڈولہمنٹ کے لئے ایک انگریز انفریا تھا اس کا نام تو میں بھول گیا۔ اس نے اس وقت یہ تجویز پیش کی تھی کہ کئی لاکھ روپے سے تیل کے ذریعے جلنے والے چولے جنگلات کو بچانے کے لئے خرید کر عوام میں تقسیم کئے جائیں۔ تو مجھے اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کی تجویز پر بڑی ہنسی آئی تھی۔ کہ بلوچستان میں اپنے مال مولیشی کے لئے جن کے پاس گوشت ابلانے کے لئے ہنڈیا بھی نہیں ہیں۔ اور اسی فقدان کی وجہ سے وہ سبھی پکاتے ہیں۔ اور سبھی پکاتے پکاتے سبھی کے لئے ماہر ہو گئے ہیں۔ کہ وہ انٹرنیشنل شہرت کی چیزیں بن گئی ہیں ان کو چولے دینا اور ان سے کیروسین آٹلی سے کھانا پکانا کیا فیض اوقات نہیں ہے؟ لیکن اس کے بعد جب میں نے جنگلات کے مضمون پر گہرا مطالعہ کیا تو میں ہنی نا بھی اور اس آدمی کی دانائی کا قائل ہو گیا۔ آج بھی اگر ہماری حکومت یہ پالیسی بنائے اور میں کہتا ہوں کہ سرکاری خرچ پر لوگوں کو چولے ہم پہنچائیں۔ دس بیس روپے فی چولہا۔ اگر ایک لاکھ چولے بھی دیئے جائیں تو بیس لاکھ روپے ہوں گے۔ اس سے ہم نقصان میں نہیں آئیں گے۔ ہمارا یہ بیس لاکھ روپیہ اگر ہمارے پاس فراہم ہو تو ہمارے مولیشیوں کے ذریعے ایک سال میں پورا ہو سکتا ہے۔

جناب سے عافیت سے ایساں ملٹی شیوں پر جو ٹھوڑا بہت ٹیکس تھا۔ اسے معاف کیا گیا یہ سمجھ کر کہ پوری  
 کوئی دولت نہیں ہے۔ میرے بہت سارے دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ جو خود پلوٹ پائلنٹ ہیں انہیں  
 معلوم ہے اور میں نے حساب لگا کر معلوم کیا ہے کہ آج کل کے نرخ سے ایک بھیرے سے کم سے کم میں  
 روپیہ مالک کو آمدنی ہوتی ہے یہ کم سے کم ہے۔ اس کے بچہ پشم اور دودھ سے یہ آمدنی ہوتی  
 ہے اس طرح سے جس آمدنی کے پاس بیس بھیرے ہیں وہ / 400 روپے سالانہ کی آمدنی رکھتا ہے اور  
 اور جس کے پاس سو بھیرے ہیں وہ دو ہزار روپے سالانہ کاتا ہے اور ہمارے پاس ایسے مالدار ہیں  
 جن کے پاس ہزار ہزار مویشی ہیں اور جن کی آمدنی بیس ہزار روپے سالانہ ہے یہاں کہا گیا کہ ہم نے  
 عزیزوں کے لئے معاف کیا ہے اور جاگیرداروں کو معاف نہیں کیا ایک اوسط مدجے کے زمیندار  
 کو ایک اوسط دُجے کے مالدار سے کم آمدنی ہوتی ہے۔ پشتو میں ایک عقولہ ہے کہ کمزور کے حق  
 میں کہتے کہتے طاقتور کا مظالم اس کے گلہ میں پڑ گیا۔

عزیزوں کو ریلیف دیتے دیتے دولت مندوں کا حق مارا جا رہا ہے اس سلسلے میں سب  
 آسان طریقہ یہ ہے کہ ٹیکس لوکل ٹیکس کے اصول پر ہر چیز پر لگایا جائے۔ زمیندار کو بھی یہ حق دیا جائے  
 کہ وہ ایک ماٹن آؤنر کی طرح یا ایک نوکر کی طرح اُس وقت تک ٹیکس سے  
 مستثنیٰ ہو۔ جب تک اس کے بال بچوں کے لئے معقول آمدنی نہ ہو۔

میاں سیف اللہ خان صاحب پہلے چھ ہزار پرائیس نہیں دے رہے تھے اب ساڑھے چار  
 ہزار پر نہیں دے رہے۔ لیکن میری اگر ساڑھے چار سو روپے بھی آمدنی ہو تو مجھ سے پورا ٹیکس لیا جاتا  
 ہے اور اگر آمدنی نہ ہو تو پھر بھی لیا جاتا ہے یہی حال ایک مالدار کا ہے۔ ٹیکس کو انکم ٹیکس کے اصول  
 پر لانا تو بڑے سے زیادہ لیا جائے گا اور چھوٹے کو معاف ہو گا۔ یوں نہ ہونا چاہیے کہ ایک ریوٹ پائلنٹ  
 جس کی آمدنی بیس ہزار روپے سالانہ ہے وہ ٹیکس سے چھوٹ جائے اور ایک ٹھکانے کا زمیندار جس  
 کے پاس تیرہ ایکڑ زمین ہو اس سے اس سال بھی ٹیکس دو جس سال بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں پڑا۔ یہ  
 ریلیف کی صورت میں بھی ضروری ہے کہ اُس سال کا ٹیکس ان سے نہ لیا جائے۔ تو چونکہ مال مویشی کا نقلی  
 جنگلات ہے۔ اگر ہم باقاعدگی کے ساتھ جنگلات کو بچائیں اور اس پر

PHAZED GRAZING

موضوع کریں جو ہمارے آباد اہلدار کے وقت میں تھا۔ پشتو میں ایک الگ لفظ اس کے لئے ہے جس کو

پہلو کہتے ہیں۔ ایک قبیلے کے لئے ایک ایک چمکانہ بندھ جاتا تھا۔ اور خاص طور پر مسکن اور کھیت کے مال مویشی نہیں جاسکتے تھے اور اس وقت جاسکتے تھے جب ان کو ضرورت ہوتی تھی۔ اس طرح کے سائنٹیفک طریقے اگر ہم رائج کریں تو بہتر ہے۔ اور اس طرح سے منتر اور زمینداری سے بڑھ کر ہم مال مویشی سے ادنیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ بارش کا دارومدار جنگلات پر ہے۔ آج کل کے علم کی روشنی میں مسلمہ بات ہے۔ اس کے ثبوت میں ذرا دیکھئے کہ جہاں بھی GREENERY ہے مثال کے طور پر دیارت کو لے لیجئے جہاں پہلے تقریباً ہر روز بارش ہوتی تھی، آج کل کا مجھے علم نہیں کہ وہاں کیا حالت ہے۔ لیکن پہلے ہر روز ہوتی تھی

خدا کی رزاقی کے قاعدے سے بھی حذر زق وہاں دیتا ہے جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے بارش چونکہ درختوں اور GREENERY کا رزق ہے اس لئے یہ قدرتی اصول ہے کہ جہاں اس کی ضرورت ہوگی وہیں بارش ہوگی۔

مجھے اپنے بچپن کے زمانے کا وقت یاد ہے کہ کوہ خواجہ عمران پر سال میں کئی دفعہ برف پڑتی تھی اور کئی دفعہ بارش ہوتی تھی یہ اس لئے کہ وہاں خدا کی مخلوق یعنی درخت لاکھوں کی تعداد میں تھے اور انہیں بارش کی ضرورت تھی اور ان درختوں کی خدا کی دوسری مخلوق کو یعنی لوگوں اور مویشیوں کو ضرورت ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ہر روزوں کو ضرورت ہوتی تھی۔ مگر آج تک وہاں چکور تک کا نام و نشان نہیں۔ صرف اس لئے کہ وہاں سے رحمت ختم ہو گئے

میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ بارش کا پانی جب زمین میں جذب ہوتا ہے۔ تو اس سے زیر زمین خزانہ بنتا ہے۔ یہ تپ ہوتا ہے جب اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہو۔ درخت رکاوٹ ہے درخت کی نچے جو چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں ہیں۔ وہ بھی رکاوٹ ہیں اس لئے میرا یہ اپنا تجربہ ہے کہ میرے بچپن کے زمانے میں سرسولوں میں کبھی بھی گلستان میں سیلاب نہیں آیا کیونکہ سرسوی کی بارش دھارم ہوتی ہے۔ اور پھر اس کے راستے میں جنگلات کی رکاوٹ تھی۔ اور پانی جذب ہو ہو کہ آتا تھا اور سیلاب کی صورت اختیار نہیں کرتا تھا۔ اور یہ پانی دیا لئے نہ لے لیا اور پانی ٹوب اور دیا لئے مولا کے ذریعے سمندر میں نہیں جاتا تھا۔ لیکن آج اگر ایک قطرہ بارش پہاڑ کی چوٹی

بہ ہستنا ہے تو وہ لڑھکتا ہوا "شوراوک" ٹمک جا پہنچتا ہے۔ یہ سب لہجہ، یہ سہلکائی اور یہ سب قحط ہم پر اس لئے ہیں کہ ہم جنگلات سے بلوفا فارو نہیں اٹھاتے۔ حالانکہ ہماری پاس اس دولت کی افزائش کے لئے دنیا کے تمام ملکوں سے زیادہ وسائل دروازے ہیں۔ ہلکے پاس اتنی بے کار زمین اتنے ناقابل کاشت علاقے اور پہاڑ بندے ہیں کہ اگر ہم ٹھوڑی سی توجہ دیں تو شے کی جگہ شاید ہم وہاں بہترین لہتہ پیدا کر سکیں۔

میں نے بچپن میں خود دیکھا ہے۔ کہ ہمارے علاقے کے پہاڑوں میں انگوروں کے خوردوبارغ ہوتے تھے۔ لیکن وہاں آج ایک درخت بھی نہیں ہے۔ تو میں حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلانا ہوں کہ وہ مسئلے کو اچھی طرح سے منائے۔ میں صرف ایک بات گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں جو کہ تازہ واقعہ سے متعلق ہے اور جو جنگلات کا نہایت ناروا استعمال ہے جو کھوٹے کے پانی کا ذخیرہ جو کہ سپین کارز کے نام سے مشہور ہے اور جہاں سے پانی کو منہ مشہور کو دیا جاتا ہے اس ذخیرے کے اردگرد سائینک اصول کے مطابق ایک جنگل بنایا گیا تھا۔ یہ قدرتی بات ہے کہ اس جنگل میں گھاس ہوگا۔ جو کہ فلٹر کا کام دیتا تھا۔ اور یہ اس لئے تھا کہ پانی تڑہ رہ کر کٹے اور صاف رہے۔ مگر اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس جنگل میں مال مویشی کو جانے کے لئے چھوڑا گیا ہے۔ مال مویشی جہاں قابضہ مند ہے۔ وہاں غلاظت بھی پھیلاتا ہے۔ اور اس پانی میں جو پھیلتا ہے وہ ہمارے پینے کے پانی میں شامل ہوتا ہے۔ اس لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ مال مویشیوں کو اس جنگل میں جانے کی اجازت بند کی جائے۔ کیونکہ اس سے بہت سی بیماریاں مثلاً ہیضہ، مائیکانڈ وغیرہ پھیل سکتی ہیں۔ جو بعد میں ہمارے لئے بہت نقصان کا سبب بن سکتا ہے

مجھے امید ہے کہ ہماری حکومت میری ان گزارشات پر غور کرے گی اور خصوصاً اس پانی کا نقص دور کرے گی۔

وزیر خوراک و زراعت (سردار عبدالرحمان) جناب اسپیکر! میں اس "کٹ مویشی" کی مخالفت کرتا ہوں۔ جس کی میرے نزدیک وجہ یہ ہے کہ اس میں جتنی رقم رکھی گئی ہے وہ گذشتہ سالوں کے اعلیٰ ان کے MAINTENANCE اور وہ ویولونٹ جو ٹھوڑی بہت ہم سے ہو سکتی ہے کے لئے

کوئی خاص رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ اور نہ ہی اس فنڈ میں کوئی خاص اضافہ کیا گیا ہے۔

جہاں تک جنگلات کی افادیت کا تعلق ہے۔ آئرلینڈ ممبر نے اس ٹاؤس میں اپنی مفید معلومات سے کٹ موشن کی مخالفت کا اظہار کیا تھا۔ لیکن اس کی افادیت کو بہت زیادہ نمایاں کرنے کی کوشش کی ہیں ان کا احترام کرتا ہوں کہ جہاں وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہاں اس کی افادیت سے بھی انکار نہیں کرتے مجھے خوشی ہے کہ جس چیز کے لئے رقم طلب کرتے ہیں وہ اس چیز کو JUSTIFY کرتے ہیں۔

البتہ آئرلینڈ ممبر نے اس موضوع پر متضاد خیالات کا اظہار کیا۔ جہاں انہوں نے تسلیم کیا کہ جنگلات ملک کے قدرتی وسائل اور دولت کا ذریعہ ہیں اور ان کا تحفظ بہت ضروری ہے وہاں انہوں نے اس شعبے میں GRAZING TAX عائد کرنے پر اختلاف کا اظہار بھی کیا۔ شاید تفصیل میں جا کر ممبر متضاد خیالات کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ کبھی تو انہوں نے بھیٹرڈوں اور کیریوں کی افزائش نسل پر زور دیا اور کبھی انہوں نے فرمایا کہ یہ جنگلات کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اس لئے ان پر ٹیکس ہونا چاہیے۔ اور باہر سے یا اندرون ملک بھیٹرڈوں پر حکومت کو ٹیکس ضرور لینا چاہیے۔ جہاں تک ترنی ٹیکس کا تعلق ہے ہم شدت سے محسوس کر رہے تھے اور پچھلے کئی سالوں کی متواتر قحط سال بحال ابھی دیکھا گیا تھا کہ جس مالدار کے پاس پانچ سو یا ہزار لی تعداد میں مویشی ہے۔ مگر جب پانچ یا دس سال تک اس علاقے میں بارش نہ ہو تو وہ خود بخود قدرتی آفات کا شکار ہو کر دس ہزار سے گھٹ کر دس بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس میں حکومت کی پالیسی یا ٹیکس کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح سے اگر کسی کے پاس دس بیس مویشی ہوں اور اس علاقے میں متواتر چار پانچ سال تک بارش وغیرہ ہو تو وہ جنگلات تو ضرور ترقی کریں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مویشیوں کی تعداد بھی دس بیس سے بڑھ کر ڈھائی تین سو تک پہنچ سکتی ہے میرا خیال ہے کہ ترنی ٹیکس لگانے سے جنگلات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ حکومت اس پر اہم سے اچھی طرح واقف ہے۔ کہ پہاڑوں میں قدرتی نمکڑی کے جنگلات کو اجنبی سے بارش وغیرہ کا امکان ہو سکتا ہے ان کو کاٹنے سے بچا جائے اور ان کا تحفظ کیا جائے۔ اور اس کے لئے ہم اس بجٹ میں کچھ رقم رکھی ہے تاکہ ایسے علاقوں میں چیک پوسٹ قائم کر کے کنٹرول کر سکیں۔

آئرلینڈ ممبر نے کوئٹہ میں کسی پانی کے ذریعے کے متعلق فرمایا تھا۔ حکومت کے نوٹس میں یہ بات

نہیں لائی گئی ہے۔ کہ کس طریقے سے وہاں پر پانی اور جنگلات کو خراب کرنے کے لئے بھیج دیا، کو جسے کی اجازت دی گئی ہے۔ البتہ ایسی کوئی مناسب بخوبی اگر ہمارے لوگوں میں لائی جاتی ہو اس پر ہم ضرور غور کرتے۔

اس بحث میں جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا، کہ کوئی خاص چیز نہیں ہے۔ جس کے لئے کڑائی کی تحریک پیش کی جائے۔ یا ہمیں کوئی تخفیف کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس میں کچھ آئیٹم ایسے ہیں۔ جو جنگلات کے روڈ کے لئے کچھ روپے رکھے گئے ہوں۔ اس سے مرمت وغیرہ اور ٹریکٹرا اور جنگلات کو فروغ دینے کے لئے پانی کا انتظام شامل ہے اس کے علاوہ عملی کی تنخواہوں میں یہ اضافہ نئے اسکیم کی وجہ سے ہوا ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اس میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے اور یہ صحیح اجراءات ہیں اور اس میں کمی قسم کی کڑائی کی گنجائش نہیں۔ اس لئے میں اس کٹ موٹو کی مخالفت کرتا ہوں۔

## مشورہ

اب سوال یہ ہے کہ 28,52,780 روپے کے کل مطالبہ زر سلسلہ مد۔ 10 جنگلات میں بقدر 28,52,773 روپے کی تخفیف کی جائے۔ جو اس تخفیف کے حق میں ہیں۔ وہ ہاتھ اٹھا کر ہاں کہیں "آوازیں ہاں" اب جو اس کے مخالف ہوں وہ ہاتھ اٹھا کر "نہیں کہیں" (آوازیں نہیں) تحریک تخفیف نامنظور ہو گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک رقم 28,52,799 روپے سے تجاوز نہ ہو۔ گورنر کو ان اجراءات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال ختم 30 جون 1973ء کے دوران سلسلہ مد۔ 10 جنگلات پر نداشت کرنے پڑیں گے۔

جو اس مطالبے کے حق میں ہوں وہ ہاتھ اٹھا کر ہاں کہیں (آوازیں ہاں) اب جو اس کے مخالف ہوں وہ ہاتھ اٹھا کر نہیں کہیں (آوازیں نہیں) مطالبہ منظور ہو گیا۔

اب وزیر خزانہ صاحب مطالبہ نمبر 5 پیش کریں۔

**Finance Minister.** Mr. Speaker Sir, I now move that a sum not exceeding Rs. 1,95,560/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June, 1973 in respect of "12-charges on account of Motor Acts".

**سپیکر:** یہ ہے کہ ایک رقم جو 95,560 روپے سے تجاوز نہ ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی تختہ 30 جون 1973ء کے دوران بسلسلہ 12 اخراجات بابت موٹرو بیکل ایکٹ "برداشت کرنے پڑیں گے۔" NO OPPOSITION مطالبہ منظور ہو گیا۔ اب مطالبہ نمبر 6

**Finance Minister.** Mr. Speaker Sir, I now move that a sum not exceeding Rs. 1,40,180/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June, 1972 in respect of "13-other Taxes and Duties".

**سپیکر:** یہ ہے کہ ایک رقم جو 140,180 روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال تختہ 30 جون 1973ء کے دوران بسلسلہ 13 دیگر ٹیکس اور محصول "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

کوئی مخالفت نہیں ہے مطالبہ منظور ہو گیا ہے۔ اب مطالبہ نمبر 7

**Finance Minister.** Mr. Speaker Sir, I move that a sum not exceeding Rs. 22,00,000/- be granted to the Governor to meet the other expenditure for the financial year ending on 30th June 1973, in respect of "17(1) working Expenses on Irrigation.

مسٹر اسپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 22,00,000 روپے سے تجاوز نہ ہو۔ گورنر کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال مختلفہ 3۵ جون 1973ء کے دوران سلسلہ "17- (1) آبپاشی، اخراجات کار" برطانت کرنے پڑیں گے۔

جام میر غلام قادر خان۔ I oppose it میں یہ کٹ موشن پیش کرتا ہوں کہ بائیس لاکھ روپے کے کل مطالبہ ذریعہ سلسلہ "17- (1) آبپاشی، اخراجات کار" میں تقریباً 21,99,999 روپے کی تخفیف کی جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ تحریک تخفیف یہ ہے کہ 22,00,000 روپے کے کل مطالبہ ذریعہ سلسلہ "17- (1) آبپاشی اخراجات کار" میں تقریباً 21,99,999 روپے کی تخفیف کی جائے۔

جام میر غلام قادر خان۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ 1972-73ء کے دوران موجودہ حکومت نے ایریگیٹیشن کے لئے بہت سی اسکیمیں رکھی ہیں۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ اور میں اس سلسلہ میں حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ لیکن میں نے جب Annual Development Programme of Baluchistan, 1972-73۔ 73۔

کو دیکھا تو میں نے یہ امانہ لکھا کہ شاید وزیر مالیات کو یہ یاد نہیں رہا کہ خاران کا نامندہ حزب اختلاف میں بیٹھنے کی بجائے حزب اقتدار میں بیٹھا ہوتا ہے کیونکہ ایریگیٹیشن کی مدد میں خاران کو کئی طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں اس طرف آپ کے توسط سے معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ مجھے علم ہے کہ خاران میں ایک "بندر خشان" ہے جس پر حکومت نے ایک لاکھ 16 ہزار روپے کی چھوٹی سی رقم خرچ کی لیکن یہ اسکیم ناکام رہی۔ ایک لاکھ بند ہے۔ جو 1968ء میں منظور ہوا۔ لیکن آج تک اس اسکیم پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ موجودہ حکومت کا قصور ہے لیکن پھر بھی میں

موجودہ حکومت کی توجہ اس طرف دوانا نہیں۔ پہلے تو اس اسکیم کے لئے بیس لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ شاید کئی ٹیکنیکل وجوہات ہوں یا کوئی ایسی وجوہات ہوں۔ جن کا مجھے علم نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو اپریل ۱۹۶۱ء کے ماہ میں بہتر سمجھتے ہیں۔

جناب والا! اس بیس لاکھ کو گھٹا کر سولہ لاکھ کر دیا گیا پھر سولہ لاکھ کو بھی شاید کسی وجہ سے گھٹا کر اس لاکھ کر دیا گیا۔ لیکن آج کل اس میں لاکھوں روپے اضافہ ہوئے اور اسے ایک سو لاکھ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے لئے بہت ساری مشینیں بھی خریدی گئی ہیں تاکہ بلوچستان کا علاقہ اس سے مستفید ہو سکے۔ اور بہت سی جگہوں پر کام بھی ہو رہا ہے۔ یہ میری شنید میں آیا ہے اور یہ سن کر حیرت ہوتی ہے۔ اور شاید معزز ممبران بھی اس کی تصدیق فرمائیں۔ سنا ہے کہ پانچ سال پر مشتمل پانچ مشینیں خاران کے لئے دی گئی تھیں اور یہ مشینیں آج تک ناکارہ پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان سے کسی قسم کا کوئی کام نہیں لیا گیا ہے۔

اس میں حکومت نے سیم اور تھور کے لئے رقم فراہم کی ہے۔ لیکن ایک چیز کی طرف دوسرے صاحب کی توجہ مبذول کراتا ہوں کہ سائیکل، نوکٹھی، ماسیکل روڈ کے درمیانی حصے میں سیم اور تھور کی وجہ سے اکثر پانی مہر جاتا ہے۔ اور ایسا وقت بھی آتا ہے کہ حکومت کو ایرانی حکومت سے رابطہ قائم کرنا پڑتا ہے۔ کہ وہ ہمیں راستہ دیں۔ تاکہ ہم ان کی حدود سے گذر کر خاران میں داخل ہوں تو یہ چند باتیں خاران کی تھیں۔ اب بس پہلے کے متعلق بہت سی اسکیمیں ہیں۔ اور یہ انتہائی موصولہ نرا بات ہے اب وزیر متعلقہ کی خدمت میں چند تجاویز پیش کرتا ہوں۔

• ایک یہ ہے کہ اور ماڑہ کی "بسول ندی" پر اگر ایک معمولی سی رقم جو لاکھ روپے سے بھی کم ہے خرچ کی جائے۔ تو اس سے ہزاروں ایکڑ زمین سیراب ہو سکتی ہے۔ اور یہ ہزاروں ایکڑ زمین صرف ایک بند بنانے سے آباد ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ "اسمالانی بند" بھی ہے جس کے لئے حکومت نے پہلے بھی کچھ رقم دی تھی۔ اور اس سے ہزاروں ایکڑ زمین ناقابل کاشت ہو گئی ہے۔ کیونکہ یہ بند صحیح نہیں بنا تھا ایسے وزیر متعلقہ اس طرف بھی خاص توجہ دیں گے۔ تاکہ یہ زمینیں بنجر ہونے سے بچ جائیں۔

یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آبپاشی کے لئے اس بجٹ میں حکومت نے بارہ لاکھ روپے رکھے ہیں جس میں اور ماڑہ کا نام بھی شامل ہے۔ لیکن اب وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان فرمایا ہے کہ وہ اساتذہ کے علاقے کو مکران سے بلا رہے ہیں۔ جس کا نائدہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ کہیں اس کا مطلب نہیں

کہ اور ماڑھ کے نیکل جانے سے اُن کی نظر شفقت ہم پر کم پڑے۔ اس کے علاوہ وزیر متعلقہ نے میرے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ دہاں ٹیوب ویلوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور شہروں کے اندر آب پاشی کا انتظام بہت اچھا ہے۔ لیکن ذرا لیاری اور اسٹیل کے علاقوں کو لیجیے۔ حالانکہ انہوں نے کہا تھا کہ ان شہروں میں پانی کی بہتات ہے۔ اور پانی کی کوئی کمی نہیں۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لیاری میں لوگ پانی کی ایک ایک ٹنڈ کو ترس رہے ہیں۔ جب دہاں حکومت ایک پختہ تالاب بنانے لگی تھی تو ہم نے اس کے خلاف احتجاج کیا تھا کہ یہاں پانی جمع ہو جائے گا۔ اور پانی کی نکاس کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ خراب ہو کہ ناقابل استعمال ہو گا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں کو یہ نہیں معلوم کہ تالاب اور بنات کس طرح بنتے ہیں یہ ہمارا کام ہے اور ہم جانتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے انہیں اس وقت بھی کہا تھا کہ رکشنگی کے ٹیوب ویل سے آپ دو کام لے سکتے ہیں۔ ایک تو لاکڑے اور لیاری کے عوام کو پینے کا پانی دے سکتے ہیں اور اس کے علاوہ یہ پانی کاشت کاری کے کام بھی آسکتا ہے۔ اس طرح ہم ایک تیر سے دو شکار کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں میں اور اس پیلے کے عوام حکومت کے ہر اس اقدام کا خیر مقدم کریں گے۔ جو کہ حکومت علاقے کی فلاح و بہبود کے لئے کرے۔ مگر ہر کام کے لئے کچھ اصول اور طریقہ ہونا چاہیئے۔ تاکہ ہم صحیح طور پر اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اب سوئیانی کی بندگاہ کو لیجیے جس کے بائے میں، میں نے کئی مرتبہ پھلی حکومتوں کی توجہ مبذول کروائی تھی۔ اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس طرف بھی توجہ دیں کیونکہ اس علاقے سے بارہ و تیرہ ہزار ٹن پھلی فراہم ہوتی ہے۔ اور جس سے کہ حکومت پاکستان کو اچھی خاصی فائدہ ایک بیج ملتی ہے۔ اس علاقے کے لوگوں نے حکومت سے درخواست کی تھی کہ ہمیں پینے کا پانی مہیا کیا جائے جس کے لئے سابقہ حکومتوں نے منصوبے تیار کئے تھے۔ کہ دہاں پر ٹیوب ویل لگا کر لوگوں کو پینے کا پانی فراہم کیا جائے گا۔ اس منصوبے کے سلسلے میں دہاں پر اور دند کے علاقے میں بھی زمینیں کھودی گئیں۔ اور لوگ بہت خوش تھے کہ اب پینے کے پانی کی قلت دور ہو جائے گی۔ لیکن دہاں پر اب تک پانی کی فراہمی کا صحیح انتظام نہیں کیا گیا مجھے امید ہے کہ حکومت اس طرف بھی توجہ دے گی۔ کیونکہ گواد پر جب لاکھوں روپے خرچ ہو سکتے ہیں تو یہاں پر بھی خرچ کیے جائیں۔

اب ایریگیشن کی اسکیموں کے بائے میں میری تجویز ہے کہ ہر اسکیم کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے اس

علاقے کے عوام سے بھی رکنے لگائے۔ کیونکہ انہیں اپنے علاقے کے مسائل سے دلچسپی ہونے کی وجہ سے مفید معلومات حاصل ہیں۔ اور حکومت کو بھی اس سے فائدہ ہوگا۔ اب وفد کی اسکیم کے متعلق عرض ہے کہ وہاں پر لاکھوں پوے اسکیم کے لئے رکھے گئے۔ بڑے بڑے عالیشان رہیٹ ہاؤس بنائے گئے۔ اور اس اسکیم کے لئے ایک انجینئر نے کہا کہ اس پر اتنے لاکھ روپے خرچ ہوں گے پھر دوسرا انجینئر نے کہا کہ یہ رقم کم ہے اور اس کے لئے اتنے لاکھ روپے کی اور ضرورت ہے۔ حکومت نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس کے لئے اور روپوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ اس کے

بعد تیسرے انجینئر نے کہا کہ بیس لاکھ روپے اور دئے دیجیے حکومت نے بیس لاکھ روپے اور منظور کئے۔ اور آخر کار ایک انجینئر نے کہا کہ یہ اسکیم اچھی نہیں اور نہیں چل سکتی۔ میں نے جناب وزیر خزانہ کی تقریر سنی۔ جس کو میں اس ایراں میں سب سے ہذبانہ تقریر کہوں گا۔ میں انہیں داد دیتا ہوں کہ حزب اقتدار میں رہتے ہوئے انہوں نے حزب اختلاف کا بھی خیال رکھا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ بس بیٹے کے لئے ہم بہت کچھ کہہ رہے ہیں۔ جس کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں سب ڈیم کے بارے میں بھی انہوں نے کچھ کہا۔ جس کی ذمہ داری دو صوبوں پر آتی ہے۔ جس سے صوبہ سندھ کو زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ اور جس کے لئے صوبہ سندھ رقم بھی زیادہ خرچ کر رہا ہے۔ مگر میرے خیال میں یہ اسکیم پچاس سال کے بعد خود بخود ختم ہو جائے گی۔ شاید ماہرین کی کچھ اور رائے ہو۔ میرے خیال میں یہ اسکیم ایسی ہے کہ اس پر اگر آپ زیادہ رقم خرچ کریں گے۔ تو اس کے بے آپ کو فائدہ کم پہنچے گا۔ جیسا کہ میں نے اپنی بجٹ کی تقریر میں اپنے محترم وزیر صاحب سے یہ کہا تھا کہ اٹھل میں ہذبانے سے تقریباً تین چار سو فائنانس کی زمینیں متاثر ہو گئی ہیں۔ کیونکہ اس ہنگ ہنگ لوگوں کی زیر کاشت زمینوں کے عین درمیان سے گزرا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ زمین اس ہنگ ہنگ نذر ہو گئی۔

اس سلسلے میں وہاں کے لوگوں نے اور میں نے کئی مرتبہ حکومت سے درخواست کی کہ ان کو معاوضہ دیا جائے۔ مگر اب تک ان کے لئے حکومت نے کوئی اقدام نہیں کیا اور میں نے حکومت سے کہا کہ اگر ان کے لئے کچھ اور بھی نہیں کر سکتے تو کم از کم ہنگ سطح

کو بلنڈ کرو۔ تاکہ پانی ہر جگہ پہنچ سکے اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو ان لوگوں کو مشینیں دے دو تاکہ وہ لوگ زمین سے پانی نکال کر اپنا کام چلا سکیں۔ مگنا س سلسلے میں کچھ نہیں کیا گیا۔ اب ٹیٹان بند کو لیجیے جس کے متعلق محکمے والوں نے وزیر صاحب کو بڑی خوش کن رپورٹ دی ہے کہ ملتے ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت بن گئی اور یہ ہمیشہ سنتے آئے ہیں۔ کہ اس سے ہزاروں ایکڑ زمین آباد ہو گئی ہے۔ لیکن اس بند پر بھی حکومت کو توجہ دینی ہو گی کہ اس بند سے جو نلے نکالے گئے ہیں ان کا بھی خیال کریں۔ کیونکہ وہاں کے زمیندار عزیز ہیں اور ان کی نگہداشت نہیں کر سکتے۔ اس سلسلے میں حکومت سے اگر ہو سکے تو وہاں کے زمینداروں کو امداد فراہم کرے تاکہ وہ اپنی زمینوں پر کاشت کر سکیں اور اس امداد سے ان زمینوں پر بھی نلے لے جا سکیں۔ جہاں پر پانی کی ضرورت ہے۔

سبیلے کی آب پاشی کے متعلق عرض ہے کہ کہنے کو تو وہاں ٹیوب ویلز لگائے گئے ہیں مشینیں چل رہی ہیں اور ان مشینوں کا وہی حال ہے جو کہ واہڈا کی بجلی کا ہے کہ کبھی پانچ گھنٹے "نڈارو" اور کبھی دو گھنٹے "نڈارو" اور لوگوں کو پانی زیادہ سے زیادہ آدھ گھنٹہ تک دیا جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صرف پندرہ منٹ کے بعد ہی پانی بند ہو جاتا ہے تو لوگوں کے پینے کے پانی کا انتظام بہت ناقص ہے۔

اب خانان کے متعلق عرض کروں کہ وہاں پر آب پاشی کی ایک اسکیم تھی اور جس پر بارہ تیرہ سال سے کام ہو رہا ہے اور وہاں پر ایک میٹنگی ہے جس میں پانی جمع ہونے کے بعد خراب ہو جاتا ہے اور یہی خراب پانی لوگوں سے اسٹراٹا کہتے ہیں کہ تم پیو تو ان کے لئے (اسٹراٹا) صاف پانی چپ کے ذریعے یا گڈھوں کے ذریعے لایا جاتا ہے تو میں حکومت سے امید کرتا ہوں کہ وہ وہاں کے لوگوں کے لئے نلکے کا انتظام کرے گی تاکہ کم از کم پینے کا پانی تو انہیں صاف مل سکے۔

اب اٹکل میں پانی کا بندر بست ہے اور وہاں بڑے بڑے ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ٹیوب ویل بند پڑا ہے۔ اور دوسرا چل رہا ہے اور ایک اور ٹیوب ویل کے بارے میں سنا گیا کہ وہ کراچی کے کسی آدمی پر تمام زمین کے ساتھ فروخت ہو چکا ہے اور ان ٹیوب

سے کام لینے کے لئے درکتاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ مشینوں میں خرابی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ مثلاً خاسان کی مثال آپ کے لیجے۔ وہاں بہ ویسے تو درکتاب موجود ہے لیکن وہاں پر کام بالکل نہیں ہوتا۔ اور یہاں تک ناقص درکتاب ہے۔ کہ ایک ٹانگہ نہیں لگایا جا سکتا اور چھوٹے چھوٹے کام کے لئے دو دو تھروں تک جانا پڑتا ہے۔

آخر میں ملوڈ پر خزانہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں اگر رقم ہو تو اسی سال ورنہ ۱۹۷۳-۷۴ء کے بجٹ میں ہمارے علاقے کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ دیں۔

THANK YOU SIR.

میاں سیف اللہ خان پانچہ۔ جناب اسپیکر! یہ کٹ موشن جو پیش کی گئی ہے۔ اور جس میں یہ کہا گیا ہے۔ کہ خسرو کم کر کے صرف ایک روپیہ کر دیا جائے۔ میں اس کٹ موشن کا مطلب یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی پالیسی کی مخالفت ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس ایوان میں اسپیکر کے ذریعہ حکومت کے نوٹس میں کچھ تجاویز لائی جائیں جن پر حکومت عوز کرے۔

محکمہ ایریگیشن کے متعلق مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس صوبے کے لئے یہ محکمہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ مگر فی الحال اس نے اپنے آپ کو وہاں محدود کر رکھا ہے جہاں پر یا تو نہریں ہیں یا جہاں پر چیک ڈیم ڈال سکتے ہیں اور ایریگیشن کو کنٹرول کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ آج کے سوال کے ایک جواب کی طرف دلاتا ہوں۔ جو وزیر صاحب نے دیا تھا۔ اور جس میں مختلف Acreage دی ہوئی ہے، نہری زمین کے رقبے کے متعلق بتایا گیا ہے۔ کہ 7,63,000 ایکڑ اس لئے ظاہر ہوا ہے کہ محکمہ آبپاشی اس میں کچھ CONTRIBUTE کر رہا ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس کاربنڈ سے 2,86,000 ایکڑ ٹیوب ویل 46,604 ایکڑ اور بارش سے 16,17,000 ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔ میرے خیال میں محکمہ آب پاشی کو صرف انہار تک محدود رکھیں۔ بلکہ اس کی کاروائی تمام صوبے میں پھیلاویں۔ جس طرح میں نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ بلوچستان میں تقریباً ایک ہزار

ٹیوب ویل نصب کرنے کی سکیم بنانی چاہیے۔ تاکہ پختہ زمین کو ۱۱۱ ٹیوب ویلوں سے آباد کیا جاسکے  
بچے انٹوسس سے کہنا پڑتا ہے کہ اب تک کبھی حکومت نے اس قسم کی سکیم نہیں بنائی۔ اس لئے اس  
قسم کی تجویز اس ایوان کے ذریعے حکومت کے سامنے رکھنا ہرگز غرض ہے۔

جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ بلوچستان ایک بہت بڑا علاقہ ہے۔ اور کروڑوں سال سبائش  
زمین میں جذب ہوتی رہی ہے وہ ہے کہ زمین کے نیچے پانی کے ذخائر موجود ہیں۔ اور ہم  
آج اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ جتنا پانی اس وقت چارج ہوتا ہے  
وہ زیر زمین ذخیرہ آب سے حاصل ہو رہا ہے۔ ورنہ ہمارے ہاں جو سالانہ بارش یا برف ہوتی  
ہے۔ وہ اتنا نہیں جتنا کہ ہم آج کل استعمال کر رہے ہیں۔

ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ زیر زمین پانی کا ذخیرہ زیادہ سے زیادہ پچیس یا پچاس سال تک  
چلے گا۔ اس کے ختم ہونے کے بعد ہم کیا کریں گے۔ میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کیونکہ ٹیسٹے پشے  
ڈیم کی بھی خاص عمریں ہوتی ہیں۔ سگلا ڈیم بھی کسی وقت تباہ ہو جائے گا۔ جام صاحب نے  
ہب ڈیم کی جو بات کہی ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ پچاس سال کے بعد وہ ٹیسٹے سے بھر جائے گا اور  
پھر اس میں مزید پانی گھرا ہونے کی گنجائش نہیں ہوگی۔ اسی طرح ہر ایڈجیشن پراجیکٹ کی ایک  
مدت ہوتی ہے۔ اس لئے خدا نخواستہ اگر ایک علاقہ میں پانی ختم ہو جائے تو ہم کسی اور علاقے  
کو ڈیولپ کر سکیں گے امید ہے۔ کہ ماڈرن ٹیکنالوجی ہمارے لئے ایسے طریقے ایجاد کرے  
گی۔ جس سے ہم کھیتوں اور باغات وغیرہ کو خشک ہونے سے بچا سکیں گے۔

مجھے اپنی حکومت سے امید ہے کہ وہ مرکزی حکومت کی امداد سے ایسی وسیع سکیمیں  
گی۔ جن سے ہمارے صوبے کی پانی کی ضرورت پوری ہو سکے۔ پانی کے ذخائر خواہ بیٹھے پانی کے ہوں  
یا کھائے پانی کے، ہر حال ہر دو کو صالح ہونے سے بچانا چاہیے۔ پانی اگر ٹھیک ہے  
تو وہ بھی بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس پانی سے مال و مویشی کے لئے اس قسم کے گھاس کاٹنے  
جاسکتے ہیں۔ جو ان کے لئے چرائے کا کام دے سکتا ہے۔ تو اس طرح مویشی جو کہ ملک کی  
بہت بڑی دولت ہے۔ جن میں اس وقت بلوچستان میں ۱۶,۷۸,۰۰۰ مکھیاں اور ۲۹,۸۱,۰۰۰  
کے قریب بھیڑیں ہیں۔ ان میں سے سالانہ ۸ لاکھ بھیڑ بکریاں ہم دوسرے صوبوں کو برآمد کرتے

ہیں۔ اگر آپ ان کی کم از کم قیمت ۵ روپے رکھیں تو یہی سالانہ ہم ان سے چار کروڑ روپے کمانے  
 ہیں۔ تو یہ جو آج کل پھاڑوں میں گھاس جرتی ہیں اور پھاڑوں کو بالکل ننکا کر دیتی ہیں۔ تو اگر ہم گھاڑ  
 پانی کے ذریعے وسیع سبکیں بنا کر ان کے لئے گھاس اکائیں۔ تو ایک تو ہمارے پہلا اس طرح  
 بخر ہونے سے بچ جائیں گے۔ دوسرا ہم اپنی مال مولیٹی جیسی دولت میں مزید اضافہ کر سکیں گے  
 تو اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ اس قسم کے پانی کو ذخیرہ کیا جائے اور اس سے زیادہ  
 سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

محکمہ آرگنیشن کے تحت شاید بہلک ریلوے ڈیپارٹمنٹ کا شعبہ بھی آتا ہے۔ اس لئے وہ ٹیوب  
 ویل جو کہ شہر میں نصب ہیں۔ وہ بھی آج کل محکمہ آب پاشی کے تحت آتے ہیں۔ اور آج میں  
 یہ بات ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگر کہیں شہر میں ٹیوب نے پانی کی فراہمی کی طرف خاص توجہ  
 نہ دی تو یہاں پانی کی سخت قلت پیدا ہو جائے گی۔ آپ کے جو ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں وہ صحیح  
 طریقے سے نہیں چل رہے ہیں بلکہ ان کی کارکردگی بہت ہی ناقص ہے لیکن اس کے برعکس جو  
 ٹیوب ویل یونٹس کے تحت چل رہے ہیں۔ ان کی کارکردگی بہت اعلیٰ ہے۔ ایک اذنانہ کے  
 مطابق کوئٹہ شہر کو روزانہ چالیس لاکھ گیلن پانی کی ضرورت ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے اس  
 سلسلے میں کوئی خاص سیکم نہیں بنائی ہے۔ کہ یہ پانی کہاں اور کس طرح سے مہیا کیا جائے یہاں  
 یہ بھی عرض کروں کہ محکمہ آب پاشی کے ٹیوب ویل دوسری سطح یعنی دو سو فٹ اور تین سو فٹ  
 درمیان والی سطح پر لگے ہوئے ہیں۔ مگر جیسا کہ مجھے یقین ہے۔ کہ یہاں پر زمین میں ایسی  
 ٹیوبیں ہیں۔ جن میں پانی کافی مقدار میں مل سکتا ہے۔ لیکن ہے وہ تہیں پانچ سو فٹ سے لے کر  
 دو سو فٹ کی گہرائی پر ہوں مگر ہماری حکومت کے پاس ایسے ذرائع نہیں ہیں۔ جو پانچ سو  
 فٹ سے زیادہ سے زیادہ تک ڈیلنگ کر سکے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ۱۹۶۷ء میں کوئٹہ  
 شہر کو زیادہ تر پانی کٹوٹنٹ لہوڑ کے ذریعے سپین کاریز سے مہیا ہوتا تھا۔ لیکن جب پچھلے  
 سال "سپین کاریز" کا پانی سوک گیا۔ تو یہی ٹیوب ویل شہر میں پانی کی ضرورت کو پورا کر رہے تھے  
 بلکہ چھوٹی کو بھی فراہم کر رہے تھے۔ اس لئے میں حکومت  
 سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ ایک جامع منصوبہ بنائے تاکہ کوئٹہ کے پانی میں اضافہ ہو سکے ورنہ

بعد میں پانی جیسی اہم چیز کی قلت کی وجہ سے ہیں بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ۱۹۶۷ء میں جب کوئٹہ شہر کو کوئٹہ چھاؤنی پانی مہیا کر رہا تھا۔ تو جب میونسپلٹی میں میں نے دیگر ساتھیوں کی معیت میں شہر میں ٹیوب ویل نصب کرنے کا منصوبہ بنایا تو اس وقت ہماری بہت سخت مخالفت کی گئی کہ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جب ہم نے مذکورہ ٹیوب ویل لگائے تو آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں۔ کہ اس کا ہمیں آج کتنا فائدہ محسوس ہوتا ہے۔

اس لئے آرگنیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے موقع ہے۔ کہ وہ ایک جامع سکیم بنائے اور کوئٹہ شہر کے لئے ایک وقت کئی ٹیوب ویلیں نہ صرف پہلی یا دوسری سطح پر بلکہ بہت گہرائی میں نصب کرے۔ تاکہ پانی کی کمی دور ہو۔ جیسا کہ ہمارے محترم رکن خان عبدالصمد خان اچکزئی صاحب نے فرمایا کہ بلوچستان میں زراعت کا زیادہ تر دار و مدار کارہیزات پر ہے۔ مگر چاہے ہم ٹیوب ویل کے ذریعے نکالیں یا کارہیزات اور اپن سرفیس ویلوں کے ذریعے نکالیں تو ان سب کا اخفاد بارش اور برف پر ہے۔

#### Latest Techniques

میرے خیال میں بلوچستان نے اگر ترقی کرنی ہے۔ تو ہم نے کو بروٹے کا ر لانا ہے۔ اس لئے میں متعلقہ وزیر صاحب کی توجہ ریڈزر ڈائجسٹ کے ایک آرٹیکل کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو جولائی ۱۹۷۱ء میں لکھا گیا تھا۔

جناب اسپیکر! اگر ہم بلوچستان میں برنجاری کو بڑھا سکیں تو ہماری آرگنیشن زراعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمارے جائزوں کے لئے چارہ کافی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں حکومت سے درخواست کروں گا۔ کہ وہ یہ آرٹیکل منگو کر اس کا مطالعہ کرے۔ اور اگر انہیں نسلے تو میں ٹائپ کر کے ایک نقل ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ مضمون نگار ایک پیراگراف میں لکھتا ہے کہ



"Meanwhile, in the Rocky Mountains Lewis Grant of Colorado State University has been studying air and cloud flows and developing an equally effective method of controlling snowfall from certain clouds. Sponsored by the National Science Foundation, Grant discovered that on days when waterfull clouds tops were relatively warm (raining between 40 and 140 f), seeding cloud increase snowfall 100 to 200 percent; when cloud tops were colder than 150 F, seeding could decrease snowfall by 30 percent or more. With this information a physical model was developed than described how seeding should be carried out under various cloud conditions".

ہمیں تو یہ پتہ ہے۔ کہ بلوچستان میں جتنے بادل آتے ہیں وہ زیادہ تر سردیوں کے زمٹنے میں آتے ہیں TROPICAL یعنی مون سون کی بارشیں اول تو کم ہوتی ہیں۔ اور جب ہوتی ہیں تو بہت کم علاقوں میں ہوتی ہیں۔ مگر سردیوں کی بارشیں صبح چامنی سے لیکر ڈیرہ غازیخان تک ایک قسم کی ہوتی ہیں۔ اگر ہم کوئی ایسا منصوبہ محکمہ اریگیشن کے ذمے لگا دیں کہ وہ یہ سٹڈی کرے کہ وہ کس طرح سونفال بڑھا سکیں اگر آپ پہاڑوں کا بغور مشاہدہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کے شمال میں جنگل ہوں گے۔ لیکن جنوبی سمت میں جڑی بوٹی تک نہ ہوگی۔ ایک مثال پیل پہاڑ کی ہے اس کے جنوب میں کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن دیارت والی طرف بالکل سرسبز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر جب برف پڑتی ہے تو کافی عرصہ تک رہتی ہے اور درختوں کو

GERMINATION کے لئے کافی پانی ملتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہ برف باقی حصول میں ماڈرن ٹیکنیک کے ذریعے بڑھا سکیں تو ہماری اریگیشن کا کام بھی بڑھیکا اور ہمارے ایگریکلچر کا کام بھی بڑھے گا اور اسی طرح ہماری بھیڑ بکریوں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ اس کٹ موشن پیر سے بڑھنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ اپنی تجاویز آپ کی خدمت میں پیش کر سکوں اور یہ واضح کر سکوں کہ اریگیشن کی موجودہ پالیسی عوام کی امنگوں کے مطابق نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کو صرف آئے ہوئے دو ٹیپے ہوتے ہیں۔ اور آتے ہی آپ پر بجٹ کی ذمہ داری پڑے گی۔ مگر ان تجویزوں کو آپ ذہن میں رکھیں اور اگر اس سال نہیں تو اگلے سال کم از کم اس کا ہندو لبت کریں گے

میر دوست محمد خان۔ جناب عالی! اس کٹ موشن کی مخالفت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ جس

علاقے سے ہیں تعلق رکھتا ہوں۔ وہ علاقہ نقشہ پٹانہ اور اٹھائی لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے۔ وہ  
 وہاں کے لوگوں کی گذر معاش زراعت پر ہے۔ جس کیلئے ہمارے آبادی اعداد نے کارپوریشن  
 کر کے لوگوں کے معاش کے لئے کچھ بندوبست کر لیا۔ موجودہ وقت میں ہماری کارپوریشن ہائل  
 خشک ہو گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے مزدور طبقے کا اکثر حصہ روزگار کی تلاش میں باہر چلا  
 گیا۔ اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کارپوریشن کے لئے وافر رقم دی جائے تاکہ ہم آب پاشی  
 کو جاری رکھ سکیں۔

ہمارا علاقہ بہت وسیع اور خشک ہے اس کی میں تصویر کشی کر رہا ہوں۔ کارپوریشن کے علاقہ  
 ہمارے ہاں کئی ایسے ندی نالے ہیں کہ اگر ہم ان پر بند باندھیں تو ان سے کئی لاکھ ایکڑ زمین  
 آباد ہو سکتی ہے جس سے ہمارے علاقے کی معیشت پر بہت ہی اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔

آب پاشی کا جو سب سے بڑا بند ہے وہ میرانی بند ہے اور بجٹ میں بھی بنایا گیا تھا کہ اس  
 کا سرمے خرچہ ہے۔ اور دوسرا بند "شیر زانی" ہے جو کہ پستی اور کلاتیج کے درمیان واقع ہے اور  
 اگر اس پر بند باندھا جائے تو کئی ہزار ایکڑ زمین اس سے سیراب ہو سکتی ہے۔ آب پاشی کے سلسلے  
 میں ایک اور تکلیف سے جو ہم دوچار ہیں وہ یہ ہے کہ کارپوریشن پرانا طریقہ آب پاشی ہے۔ آج کل مشینیں  
 بھی لگ رہی ہیں۔ ان سے ہماری کارپوریشن پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر  
 ہم ذیہ زمین ذخیرہ آب کے لئے چھوٹے چھوٹے ندی نالوں پر بند باندھیں۔ اس سے ان ذخائر  
 میں اضافہ ہوگا۔

جب دالہ پٹنجاؤد کی ایک سکیم ہے جسے پچھلی حکومتوں نے شروع کیا تھا۔ یہ تو میں پوری طرح  
 نہیں جانتا کہ وہ کیوں ناکام ہوئی۔ لیکن اب میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ اس کا از سر نو سرمے  
 کیا جائے اور کام شروع کیا جائے تاکہ یہ پائے تکمیل تک پہنچ سکے۔ میرے ذہن میں ایک اور تجویز  
 یہ آئی ہے۔ وہ دریائے نہنگ کی ہے۔ جو "منڈ" "تمپ" کے پاس سے بہتی ہے۔ میں نے وہ  
 زمینیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں کہ اگر ان زمینوں پر بند باندھا جائے تو میرے خیال میں  
 وہ آب پاشی کا ایک بہتر ذریعہ بن سکتا ہے۔ "سوح" ندی جو پستی اور کلاتیج کے درمیان  
 واقع ہے۔ اس کے باقی کو بھی اگر بند کے ذریعے روک سکیں تو اس سے بھی بہت وسیع علاقہ سیراب

ہو سکتا ہے۔

ہماری محترم جام صاحب نے گواہ کے متعلق جو یہ فرمایا کہ وہاں کی آب نوشی پر بہت کچھ خرچ کیا جا رہا ہے۔ تو وہاں کی آبادی کو اگر ہم مد نظر رکھیں تو یہ رقم بہت کم ہے۔ کیونکہ وہاں کی آبادی پینتیس اور چالیس ہزار کے آگ بھگ ہے۔ اور اگر اس رقم سے دو گنی رقم بھی اس طرح کی جائے تو مناسب ہوگا۔

ایک اور یکم چینگورہ کی ہے۔ وہ بھی سابقہ حکومتوں کے وقت میں کام شروع ہونے کے بعد ادھوری رہ گئی۔ اس پر اگر دوبارہ دھیان دیا جائے اور اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے تو اس کا بھی ہماری معیشت بہ بڑا اچھا اثر پڑ سکتا ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ کاربنیٹ خشک ہو رہے ہیں اس میں تربت کے کاریزات خاص طور قابل ذکر ہیں۔ اس کے باسے میں میرے ذہن میں جو تجویز آئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ندی جسے "دو کوٹ" کہتے ہیں۔ جو تربت اور "آب سر" کے درمیان بہتی ہے۔ اگر اس ندی کو کسی مناسب مقام پر روک دیا جائے تو اس کے نتائج خاص طور پر کاشت کاری کے سلسلے میں بڑے اچھے ہوں گے۔ اور اگر اس سے آب پاشی کا کام نہ لے سکیں تو کم از کم زیر زمین ذخیرہ آب تو بڑھایا جاسکتا ہے۔

جناب عالی! یہ چند گزارشات میں محرز ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ان پر غور ہوگا۔

**میر شیر علی خان نوشیروانی**۔ جناب عالی میں کٹ موشن کی مخالفت کرتا ہوں۔

جام صاحب نے خاندان کے متعلق یہاں جو باتیں کہی ہیں۔ میرے خیال میں ان کی معلومات بہت محدود ہیں۔ البتہ میرے ذہن میں چند ایسی سیکھیں ہیں۔ جن پر عمل کیا جائے تو مفید ثابت ہوں گی۔

جام صاحب نے سب سے پہلے ماشکیل کا ذکر کیا تھا۔ میرے خیال میں انہوں نے نہ تو

ماشکلی دیکھا ہے۔ اور نہ دو جگہ جس کا نام وہ ماشکیل بنا رہے ہیں۔  
 جب بارش ہوتی ہے تو تمام دریاؤں مثلاً دریائے رخشان، دریائے "بڈو" دریائے  
 کوڑک اور سوپ وغیرہ کو پانی ماشکیل کے قریب جمع ہر جاتا ہے۔ اور ایک وسیع جھیل کی شکل  
 اختیار کر لیتا ہے۔ اس لیے وہاں پر بند بنانا ناممکن ہے۔ البتہ اگر داسک باندھا جائے تو  
 اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

جام صاحب نے خاران کی دائر سچلانی سکیم کے متعلق کہا اس ضمن میں عرض ہے کہ  
 جام صاحب نے میرے خیال میں خاران دیکھا ہی نہیں ہے۔ خاران میں ایک بڑا تالاب بنایا  
 گیا تھا۔ اور پھر اس کے ذریعے ہر وارڈ میں پانی لے جایا جاتا تھا۔ اس طرح ہر وارڈ میں چھوٹے  
 چھوٹے تالاب بنے ہوئے تھے اور آج بھی اس کے ذریعے شہر کو پانی سچلانی ہو رہا ہے لیکن  
 شہر میں پانی کی قلت واقعی ہے۔ اس عرض کے لئے ایک اور سکیم زیر غور تھی۔ کہ "بڈو" سے  
 خاران کو پانی دیا جائے اگر "بڈو" پر بند باندھا جائے تو کافی علاقہ اس طرح سیراب ہوگا۔  
 جہاں تک کاربندوں کا تعلق ہے تو عیسا کہ فاضل معروض نے کہا بلوستان کی آب پاشی  
 کا واقعی حاردملار کاربنات پر ہے۔ ہمارے علاقے میں اگرچہ کاربن بہت ہیں لیکن ان میں سے  
 بشکل کسی کاربن پر ایک یا دو ہزار روپے خرچ کئے گئے ہوں گے۔ ایک بڑا کاربن ایک  
 ہزار سے تو کیا بیس ہزار روپے سے بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔  
 جب تک اس پر ایک دو لاکھ روپے خرچ نہ کئے جائیں۔  
 رخشان کے علاقے میں ٹیوب ویلوں کی تنصیب کا سلسلہ چل رہا ہے جو کہ بہت کامیاب  
 اگر ان پر مزید توجہ دی جائے تو بہت کامیاب ہو سکتا ہے۔

میرٹھ اسپیڈ  
 میرٹھ اسپیڈ اور شیر علی خان! آپ اگر بولنا چاہتے ہیں۔ تو ذرا علوی بولیں کیوں کہ وقت  
 بہت کم ہے۔

میرٹھ اسپیڈ  
 میرٹھ اسپیڈ اور شیر علی خان! تو شیر علی بول رہے ہیں۔

جناب عالی ابھی چند سیکمیں میرے ذہن میں تھیں جن پر اگر عذر کیا جائے تو بہت اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

جام صاحب نے "کنگ" کی سکیم کے متعلق فرمایا تھا تو یہ ایسی سکیم ہے۔ کہ جس کے لئے کچھ بنانا پڑے گا۔ میں نے پہلے بھی اورنگپش والوں کو کہا تھا کہ آپ اس پر بکا بند نہیں بنا سکتے یہ اس لئے کہ سارا علاقہ کچا ہے۔ آپ اسکو جتنا وسیع کریں گے اتنا ہی اس پر خرچ زیادہ آئے گا۔ تو بہتر یہ ہے۔ کہ اسکو کچا بنایا جائے۔

جناب دالا یہ میری تجاویز ہیں ان پر اگر عذر کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ شکریہ

خان عیدالصدر خان اچکزئی پر جناب سپیکر صاحب! محکمہ آب پاشی کا جو سفید نامہ تھی ہمارے سر پر لادا گیا ہے۔ اس پر خرچ کی مخالفت جو بھی کرے میں اس

کردوں گا۔ یہ محکمہ اگر چاہتا تو بلوچستان گذشتہ پچیس سال میں گل و گلزار بن سکتا تھا اس کے پاس تمام وسائل، آدمی، اور زمینیں پیسہ یعنی سب کچھ ہیں۔ لیکن خدا جانتا ہے کہ یہ پیسہ کہاں چلا جاتا ہے۔ جب بھی کوئی سکیم شروع ہوتی ہے۔ تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے مکمل ہونے سے کئی لاکھ ایکڑ زمین آباد ہوگی۔ لیکن پندرہ زمین میں نے کہیں بھی کوئی آبادی ان سیکموں کے تیار ہونے کے بعد نہیں دیکھی، جو پلانی سفید نامہ تجربوں کے بعد ثابت شدہ سیکمیں ہیں اور جنہیں ہمارے دانا دشمنوں یعنی انگریزوں نے بنایا تھا۔ وہ تو انہوں نے ویران اور خراب کردیں۔ پشین شاید بلوچستان کا سب سے زیادہ گنجان آبادی رکھنے والا علاقہ ہے۔ انگریزوں نے اس میں دو ڈیم بنائے تھے ایک بند خوشدل خان اور دوسرا سیگی کنال۔ محکمہ اورنگپش کی مہم ہانی سے سیگی کنال تو بالکل ناکارہ ہو گیا۔ جس سے کافی علاقہ آباد ہوتا تھا۔ اور اب بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی غیر آبادی کا سبب یہ ہے۔ کہ دو تین میل کا نال ہے۔ جو کہ بلیلی لوہے سے نکلتا ہے۔ وہ نال سوکھ گیا۔ گو یہ اتنا بڑا کام نہیں تھا اسے زمیندار خود بھی کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ اورنگپش ڈیپارٹمنٹ کی ملکیت ہے۔ اس لئے زمیندار بھی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے کہا جاتا ہے کہ گذشتہ بیس سال سے ایک ایکڑ زمین بھی اس نال سے آباد نہیں ہوئی ہے۔ لیکن

آبیان آج تک باقاعدہ لیا جا رہا ہے۔ اگر لوگ بارش کے پانی سے سے کچھ خشک ہو جائیں تو بھی حکومت مالیہ لیتی ہے۔ اور اگر کھلاک کے کارپوزوں سے کچھ زائد پانی اس طرف چلا جائے تو بھی باقاعدہ مالیہ وصول کر لیا جاتا ہے۔ مالیہ بھی کتنا چاہتے یعنی وہی سرداروں کا ٹیکس جسے شکستہ کہتے ہیں۔ ہندو خاندان خان جس سے ہزاروں ایکڑ زمین آباد ہوتی ہے۔ اور ہزاروں بندگان خدا کی روزی کا سبب ہے۔ اب اس بندگی یہ حالت ہے۔ کہ خشک سالوں کی تو بات ہی کیا کرنی ہے۔ اس سال جب بارش ہوئی تو برشو رندی سے جو بارش کا پانی آیا تو بشکل اس میں دس پندرہ دن کھلا جائے جمع ہو سکا باقی تمام پانی ضائع ہو کر چلا گیا اور محکمہ آب پاشی کے "ماہرین" اسے دیکھتے رہے۔ خشک سالوں میں ان کو تجویزیں دی گئیں اس سال بھی ان کو تجویزیں پیش کی گئیں کہ بھی چاہے اندر سے سچ لگا لویا باہر لاکر اس کی پٹرئی بڑھاؤ۔ اگر اس طرح دو چار منٹ بھی اس بندگی پٹرئی بڑھائی جائے تو انجینئرنگ کے حساب سے اصل بند کے مقابلے میں دس گنا پانی جمع رکھا جاسکتا ہے۔

مشورہ سپیکر :- خان صاحب ایک بجنے میں صرف پانچ چھ منٹ باقی ہیں۔ ختم کرنے کی کوشش کریں۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی :- آج تو ختم نہیں ہوگا۔ اگر کچھ ٹائم دے سکیں تو بہتر ہوگا۔ اگرچہ میں انجینئر نہیں ہوں۔ لیکن سنا ہے کہ ایک منٹ پانی نیچے کی تہہ کے دس منٹ کے برابر ہوتا ہے۔ اور اگر اس کی سطح کو تین چار منٹ بڑھایا جائے تو وہاں پانی کئی سال تک کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ایک اور تجویز محکمہ آب پاشی کو یہ پیش کی گئی۔ کہ اگر بارش نہیں آتی۔ اور ہند خشک تھا۔ تو اس میں زیر زمین پانی کا جو ذخیرہ موجود تھا۔ اس کے ارد گرد دس بیس ٹیوب ویل لگاؤ۔ اس عرصے کے لئے کئی نالیاں پہلے سے موجود ہیں اس لئے پانی کے پہنچانے اور تقسیم میں کوئی وقت پیش نہیں آئے گی۔ اس طرح اگر ایک ٹیوب ویل چار اترخ پانی دے سکے۔ تو دس ٹیوب ویل 40 اترخ پانی دستیاب ہوگا۔ یوں لوگوں کی فصلات جو بوجھشکی تباہ ہو گئی تھیں تو وہ تباہی سے بچ گئی ہوتیں۔ اور آج وہاں ہرے بھرے باغات ہوتے

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس بند کا پانی جہاں جاتا تھا۔ آج ان تمام علاقوں میں پانی کی سخت قلت ہے۔ آپ نے پانی کی قلت کی تو بہت باتیں سنی ہوں گی۔ لیکن آب یسنگر حیران ہوں گے کہ ہمارے اس علاقے میں ایک بہت بڑا گاؤں ہے۔ وہاں کی اکثریت یعنی مرد اور عورتیں بچے سب اینون کے مہلک اور تباہ کن نشے میں اس لئے مبتلا ہیں کہ انہیں پینے کے لئے جو پانی ملتا ہے وہ اتنا ٹمکین ہے۔ کہ اس سے لوگوں کو دست کی بیماری لگ جاتی ہے۔ اور اینون چونکہ بعض شے ہے اس لئے تبصن پیدا کرنے کے لئے تمام لوگ اینون کھانے لگے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے پچھلی سکو متھانے پانی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ جب انہیں یہ پتہ چل جاتا ہے کہ سرانام ریلوے سٹیشن پر ریل گاڑی کے ذریعے پانی آگیا ہے۔ تو موٹر دوڑ کے سات میل سے پانی لاتے ہیں۔ کبھی بارش کے دنوں میں گاؤں کے پاس جو جو ہڑ ہوتے ہیں۔ جب وہ بھر جاتے ہیں تو اس خراب پانی کو انسان، حیوان اور کتے وغیرہ دودھ پینے تک پیتے ہیں۔ اس میں ہناتے ہیں اور اس سے گزارہ کرتے ہیں۔

ہمارے پنجابی گورنر جنرل ریاض کا حنا بھلا کرے جب ان کے وقت میں گوا اور کبھ پینے کے پانی کا قصہ چلا تو ہمارے سکولانی بھائیوں کی برکت سے میں نے انہیں طعنہ آمیز امان میں کہا کہ کبھی بارہ ہزار کی آبادی کے لئے آپ اتنی بڑی رقم خرچ کر رہے ہیں۔ اور یہاں پشین کے مذکورہ گاؤں کی آبادی پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ان کے لئے بھی کچھ کر سکو گے یا نہیں؟ میں نے یہ بھی انہیں کہا کہ یہ گواد پر جو خرچ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارے پینے کے لئے نہیں بلکہ کسی اور بے مقصد کے لئے ہو رہا ہے۔ مجھے یہ شک اب تک ہے۔

تو بہر حال انہوں نے مہربانی کے محکمہ آب پاشی کو حکم دیا کہ اس اشہ ضروری مسئلے کے حل کے لئے ایک جامع سکیم بناؤ۔ اور جب تک یہ سکیم بنتی ہے۔ اس وقت تک وہاں کے لوگوں کے لئے گاڑی کے ذریعے روزانہ ایک ایک ٹینک پانی ہر گاؤں میں تقسیم کیا جائے۔ جب تک بارش نہیں ہوتی تھی تو اس وقت تک یہ ٹینک کا سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن بارش کے بعد جب یہ جو ہڑ بھر گئے تو محکمے نے یہ پانی بند کر دیا۔ دوسری سکیم کہ مستقل طور پر آٹھ دس میٹروں تک دیں لگائے جائیں اور وہاں کے عوام کو اس طریقے سے پانی مہیا کیا جائے۔ اس کا حشر مجھے معلوم نہیں ہے۔ لیکن سرسبز زمین چونکہ مجھے اس قسم کی کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ اس لئے یہ وزیر صاحب متعلقہ کو ہی بہتر علم ہو گا۔ ان تمام مشکلات کی اصل

وجہ یہ ہے کہ محکمہ آرگنیشن کے جوہ عالم " لوگ ہیں یعنی انجینئرز صاحبان وہ مریاؤں کے گناہے پیدا کرتے ہیں۔ انہوں نے مریاؤں کے بارے میں علم حاصل کیا ہے۔ - - - - -

مسٹر اسپیکر :- خالصاً باقی کل۔

خان عبدالصمد خان اچکزئی اچھا جی۔

مسٹر اسپیکر :- اس ایوان کی کارروائی کل آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ ایوان کی کارروائی ایک بجے صبح آٹھ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی۔